حامد رکی علی 646

آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے ٭ لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

Digitized by Khilafat Library

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۲ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء نمبر ۱۰

فہرست مضامین

مسیح کی آمد ثانی ۔۔۔۔ ۳۶۵-۳۸۴
مذہب عیسوی کی مشکلات اور ریونیو ریسٹیوٹن مین اپیل ۔۔۔۔۔۔۔ ۳۸۴-۳۹۳
عیسائی مذہب کا زوال - ۳۹۳-۳۹۶
حضرت مسیح کا دس گم شدہ بنی اسرائیلی قومون کی طرف جانا ۔۔۔۔۔۔ ۳۹۶-۴۰۲
میکسکے صاحب اخبار یونین سگنل مین - ۴۰۲-۴۰۶

آیندہ نمبر اور اسکے مضمون کیلئے دیکھو اخیر صفحہ -

انجمن اشاعت اسلام قادیان نے انوار الاسلام پریس قادیان دارالامان مین باہتمام منشی محمد افضل احمدی
۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کو چھپوا کر شایع کیا -

چندہ سالانہ ۔۔۔۔۔ معمولی کاغذ پر ۲ ۔۔۔۔۔۔ ولایتی ۳ روپے

شکریہ معاونین

نہایت خوشی سے اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ حضرت اقدس کے اس ارشاد پر جو رسالہ ہذا کی وسعت اشاعت کے لئے گذشتہ نمبر مین شایع کیا گیا تھا احمدی جماعت کے اکثر احباب نے نہایت دلی جوش اور اخلاص سے اسکی تعمیل کیطرف توجہ فرمائی ارشاد کے شائع ہونے کے ساتھ ہی مختلف امصار اور بلاد سے درخواستین آنی شروع ہوئین یہانتک کہ گذشتہ ماہ مین تین سو سے زائد درخواستین دفتر مین موصول ہوئین اگرچہ ہر ایک ممبر ہماری جماعت کا جس نے اس کار خیر مین حصہ لیا شکریہ کا مستحق ہے لیکن جو سرگرمی اور کوشش اور ہمدردی اس رسالہ کی اشاعت مین جناب منشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرا اور جناب میرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفےٰ نے دکھلائی وہ ایک خاص تذکرہ کے قابل ہے جس کے لئے انجمن ان کی تہ دل سے ممنون و مشکور ہے۔ اول الذکر دو صاحبان نے نہ فقط درخواستین ہی بھجوانے مین امداد کی بلکہ اس رسالہ کو مفت تقسیم کرنیکے لئے ایک معقول رقم اپنی جیب خاص سے عطا فرما کر انجمن کو ممنون فرمایا اور جناب میرزا خدا بخش صاحب نے اپنا ایک مکان واقعہ لائل پور انجمن اشاعت اسلام کے سپرد اس غرض کے لئے کیا کہ اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت کو میگزین کی اشاعت مین صرف کیا جاوے۔ ایسا ہی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور۔ محمد عجب خانصاحب تحصیلدار ڈونگا گلی ضلع ہزارہ۔ میرزا سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منٹگمری منشی محبوب عالم صاحب تحصیلدار راولپنڈی۔ سید ناصر شاہ صاحب اورسیر ریاست جمون سید عبد الہادی صاحب اورسیر بمقام شملہ و دیگر بعض احباب بھی خاص شکریہ کے مستحق ہین جنہوں نے یورپ اور امریکہ مین رسالہ ہذا کو مفت تقسیم کرنے کے لئے اپنی اپنی جیب خاص سے بڑی بڑی رقوم عطا فرمائین اگرچہ مخلص احباب اس رسالہ کی وسعت اشاعت مین ساعی اور کوشان ہین لیکن اس امر کا اظہار کر دینا بھی ضروری ہے کہ موجودہ تعداد حضرت امامنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد پورا کرنے کیلئے ہرگز کافی نہین اس لئے جملہ برادران طریقت کیخدمت مین نہایت ادب سے گذارش ہے کہ وہ اسکی وسعتِ اشاعت مین ایسی ہی سرگرمی دکھلاتے رہین جبتک اسکی اشاعت اس حد تک نہ پہنچ جاوے جسکا اظہار جناب مسیح موعودؑ نے اپنے ارشاد مین فرمایا ہے موجودہ تعداد اسکی بارہ سو تک پہنچ چکی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ تعداد سے آٹھوین حصہ کے قریب ہے ہر ایک احمدی بھائی کا یہ فرض ہے کہ وہ خود اس رسالہ کا خریدار ہو اور دوسرے بھائیون تک جناب امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کو پہنچاتا رہے خواہ وہ شہر مین ہو یا بیابان نشین ہو تاکہ کوئی فرد بشر اس پاک جماعت کا اس دینی جہاد مین شامل ہونے سے محروم نہ رہ جائے۔ کسر صلیب کے لئے اس رسالہ سے بڑھکر اور کوئی عمدہ ذریعہ نہیں کیونکہ تمام روئے زمین پر فقط یہی ایک رسالہ ہے۔ کہ جو دین متین اسلام کا پاک اور مبارک چہرہ یورپ اور امریکہ مین دکھلا رہا ہے۔ یورپ کے عیسائی معزز اخبارون نے خود اسکی اشاعت کو بڑے زور سے محسوس کیا ہے اور یورپ کے نومسلمون کے سردار عبداللہ کوئلم اور امریکہ کے نومسلم محمد ویب نے اس رسالہ کی بڑی تعریف کی ہے اور اسکو اسلامی دنیا کے واسطے ضروری سمجھا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرہ۔ ہمارے سلسلہ کا جہاد یہی ہے کہ اس رسالہ کی وسعتِ اشاعت مین جہانتک طاقت ہے کوشش کیجاوے۔ والسلام + خاکسار منیجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان ضلع گورداسپور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسیح کی آمد ثانی

اس مضمون کی عظمت جتنی بیان کی جائے تھوڑی ہے۔ اس کی بنا دنیا کے تین بڑے مذاہب یعنی یہودیت عیسائیت اور اسلام کی کتب مقدسہ پر ہے۔ آمد مسیح کے عقائد ابتدا میں یہودیوں سے شروع ہوئے تھے۔ انبیائے بنی اسرائیل نے پہلے پہل اس کے متعلق نبوت کی اور ان کی پیش گوئیاں اور اقوال یہود کی کتب سماوی اور کتب احادیث میں درج ہیں۔ ان کی روشن ترین امیدیں اسی پیش گوئی میں بھری پڑی تھیں اور اسی پیش گوئی کے پورا ہونے میں ان کی تمام امیدوں کا مرکز تھا پس صفات مسیح کے متعلق صحیح عقائد وہی ہو سکتے ہیں جو علمائے یہود نے اپنی کتب سماوی اور کتب احادیث کے فہم پر بیان کئے۔ اور وہی ہمارے واسطے سب سے زیادہ مستند ہو سکتے ہیں۔ آمد مسیح سے یہود نے کبھی ایسا خیال نہ کیا تھا کہ ایک خدا آدمی کا جنم دھار کر ان کے درمیان آموجود ہوگا۔ اور نہ وہ شریعت موسوی اور تعلیم انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاکر کبھی ایسا وہم و گمان کر سکتے تھے یہود کا مذہب واحد خدا کے غیر جسمانی اور غیر محدود ہونے پر کسی انسان کی الوہیت کے عقیدہ کے سخت مخالف تھا اور اس لئے ان کے کسی نبی نے کوئی ایسی تعلیم نہیں دی اور نہ کوئی اسرائیلی کسی ایسے مسئلہ کو کبھی مان سکتا تھا۔ زمانۂ مسیح سے یہود کی یہ مراد ہوا کرتی تھی کہ یہودی قوم کے واسطے امن اور اقبال مندی کا ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں خدا کی توحید بالخصوص

عظمت کے ساتھ ظاہر ہوگی۔ دراصل انبیاء نے اپنی پیش گوئیون مین بنی اسرائیل کو اس بات مین بڑی امیدین بندھوائی یقین کہ آمد مسیح کے ساتھ ذات باری کی مطلق توحید تمام قومون مین جاری وساری ہوجائیگی ان کا مسیح ان پہلے انبیاء کا ایک مثیل ہونے والا تھا جو کہ ان کے درمیان گذر چکے تھے پس ہم باسانی اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہین کہ یہود کو جس مسیح کا وعدہ دیا گیا تھا وہ کوئی خدا نہ تھا بلکہ خدا کا ایک فرستادہ نبی انسان تھا۔ مگر یہود کی روایات مین یہ بھی آیا ہے کہ انبیاء کی پیش گوئیون کے مطابق دو مسیح پیدا ہون گے ایک تکلیف اٹھانے والا مسیح اور دوسرا فاتح مسیح اور اس سے مراد یہ تھی کہ پہلا مسیح توحید کے مذہب کو عام طور پر قائم کرنے مین کامیاب نہ ہوگا بلکہ اس امر مین کامیابی کا فخر دوسرے مسیح کو عطا کیا جائے گا۔ اب عیسائی اور مسلمان ہر دو اس امر مین متفق ہین کہ پہلے مسیح کے متعلق جو پیش گوئی تھی وہ یسوع ابن مریم کے آنے سے پوری ہوگئی مگر یہود چونکہ یسوع کو ایک جھوٹا نبی قرار دیتے ہین اس واسطے وہ اب تک مسیح اول کے انتظار مین لگے ہوئے ہین۔ دنیا کے اندر تمام تکالیف اور مصائب کے درمیان جو یہود پر پڑتی رہی ہین صرف مسیح کی آمد پر ایک چمکیلی امید ہی ہے جو کہ ان کو تمام دکھون کے وقت ایک سہارا اور ہمت واستقلال کا ڈھارس بندھاتی رہی ہے۔ پس یہود نے آمد مسیح پر اپنے مضبوط ایمان کا ایک عملی ثبوت دکھا دیا ہے۔ یہ تو یہود کا حال ہو مگر عیسائیون مین یہ پیش گوئی اس سے بھی بڑھ کر عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ آمد ثانی کی پیش گوئی خود یسوع مسیح نے کی اور حواری اس پر پختہ ایمان رکھتے تھے اور تب سے ایک عیسائی نسل اس امر پر پختہ ایمان رکھتی رہی اور اسی پیشگوئی کو اپنی تمام امیدون کا دارومدار سمجھتی رہی۔ دین عیسوی مین یہ پیشگوئی ایسی عظیم الشان مانی جاتی ہے کہ اس کو سب سے بڑی پیشگوئی کہا جاتا ہے اور بائیبل کے کلام الہی ہونے کے واسطے یہ پیشگوئی ایک بڑا ثبوت سمجھی جاتی ہے۔ ایسا کہ اگر مسیح نہ آوے تو بائیبل سب خاک مین مل جائے۔ اب رہے مسلمان سو ان کو ایک عظیم الشان الہامی وعدہ ہے جس مین کسی کو ذرہ بھی شک نہین کہ مسیح ضرور آئے گا اور یہ وعدہ آیات قرآن کریم پر مبنی ہے اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل کی ہے +

مسئلہ آمد ثانی کے حل کرنے کے وقت تین باتین پیش نظر آتی ہین یعنی اس کا وقت[۱] - طریق[۲] اور مقصد[۳] - وقت کا اگر ٹھیک اندازہ ہو سکے تو یہ سب سے زیادہ ضروری امر ہے - علاوہ ازین اللہ تعالے کا رحیم اور حکیم ہونا اس امر کا مقتضی ہو کہ اس مصلح کا آنا عین ضرورت کے وقت ہو - پس آمد کا وقت صرف

ان پیشگوئیون اور نشانات سے ہی مقرر نہین کیا جائے گا جو پہلے سے بیان کی جاچکی ہون بلکہ وقتی ضرورت کا بھی اس مین بڑا دخل ہوگا - درحقیقت تینون قومین یعنی یہود عیسائی اور مسلمان جن کو مسیح کا وعدہ دیا گیا تھا اگر کسی امر مین کبھی متفق ہوئی ہین تو اس امر مین ضرور متفق ہین کہ اس مصلح کی آمد کا وقت آگیا ہے - زمانۂ آمد مسیح کے متعلق یہ ایک ایسا غیر معمولی اتفاق تمام قومون نے ظاہر کیا ہے کہ مسیح موعود کی آمد اسی گھڑی مین ہونی چاہئے اور موجودہ وقت کی ضرورت اس کی آمد کو ایسا ثابت کرتی ہے کہ اس کی آمد کا وقت مقرر کرنے کے واسطے ہم ایک قدم بھی آگے بڑھ نہین سکتے اور اگر فی الواقع مسیح اب تک ظاہر نہین ہوا تو پھر اس کی آمد کے تمام وعدے بیکار اور بے فائدہ ہین +

یہود کئی صدیون کے مصائب مین دب کر مذہبی امور مین بہت ہی بے پرواہ ہو گئے تھے پر وہ بھی غیر معمولی چستی مذہبی معاملات مین ظاہر کرنے لگے ہین جیسا کہ ان کے موجودہ حالات سے صاف معلوم ہو رہا ہے - تمام دنیا کے یہود مین ایک قومی جوش پھیل رہا ہے کہ اس پراگندہ قوم کو اپنے اصلی وطن مین پھر جمع کیا جائے - ہزارون بیت المقدس مین آ آ کر آباد ہو گئے اور لاکھون اس امر کے لئے تیاریان کر رہے ہین وہ ایک محکم یقین پر جم گئے ہین کہ مسیحا جلد آتا ہے اور باوجود زر کے پیار کے سب دنیا بھر مین ضرب المثل ہونے کے وہ دنیاوی فوائد اس خوشی مین قربان کر رہے ہین کہ اب مسیح کے استقبال کا وقت آگیا ہے - دنیا کی تاریخ مین کبھی مسیح کی آمد کے واسطے ایسا انتظار اور تیاری اس سے پہلے نہین ہوئی اور یہ ایک سچا نشان اس امر کا ہے کہ وہ آنے والا آگیا ہے -

اس زمانہ مین عیسائی تو مسیح کے ملنے کے لئے یہود سے بھی بڑھ کر تیاریون مین مصروف ہین - ابتدائے عیسائیت مین جبکہ متی باب ۲۴ - آیت ۳۴ کی عبارت کا مطلب غلطی سے یہ سمجھا گیا تھا کہ یہ مسیح کی دوبارہ آمد کی طرف اشارہ ہے حالانکہ اس سے مراد صرف یہ تھی کہ مسیح صلیبی موت سے بچ جائے گا - تب سے لے کر آج تک مسیح کی آمد کے واسطے ایسی جوشیلی امیدین کبھی ظاہر نہین کی گئین مخلوق ہر جگہ اس امر کے واسطے بے آرام ہو رہی ہے اور لوگون کے دل دھڑک رہے ہین گویا کہ مسیح دروازہ پر کھڑا کھٹکھٹا رہا ہے - آہ صد آہ وہ تو بے شک کھٹکھٹا رہا ہے پر کون ہے جو اس کے لئے دروازہ کھولے ! ! عیسائی دنیا مین یہ ایک عالمگیر رائے قائم ہو گئی ہے کہ آمد مسیح کی گھڑی آگئی - دور و نزدیک تمام ممالک سے یہی آوازہ آ رہا ہے - یہ نہایت ہی قابل غور امر ہے کہ مسیح کی

آخر کار زمانہ صرف سر پر پہنچا ہوا ہی نہین بیان کیا جاتا بلکہ بائیبل کی پیش گوئیون کے مطابق تو وہ گھڑی کچھ گذر گئی ہوئی معلوم ہوتی ہے دراصل مسیح کی آمد کے سب نشان تو پورے ہو گئے ہین لیکن عیسائی چونکہ اس کے طریق آمد کے متعلق ایک غلطی مین پڑے ہوئے ہین اس واسطے وہ اس وقت کو اور آگے بڑھاتے جاتے ہین تاکہ ان کی یہ بے فایدہ امید پوری ہو جاوے کہ وہ اس طرز سے ان کے درمیان نمودار ہوگا جیساکہ وہ خیال کئے بیٹھے ہین ان کا حساب اس معاملہ مین بالکل صحیح ہے اور نشانات کے پورا ہونے کے پہچاننے مین وہ راستی پر ہین لیکن اس آمد کے لئے جو طریق اور مقصد وہ قایم کرتے ہین اس مین وہ بڑی غلطی کھا رہے ہین - اٹھارھوین صدی کے ابتدا ہی مین بعض اشخاص نے آمد مسیح کا وقت مقرر کیا تھا مگر اس وقت اس امر کے متعلق کوئی عام شور پیدا نہ ہوا - بعد کے حساب دانون نے اس کو غلط قرار دیا اور توریت و انجیل کی پیش گوئیون کے مطابق حساب لگا کر بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ آمد مسیح ۱۸۴۳ء مین ہوگی اس رائے کو عام طور پر قبول کیا گیا اور اضطراب کے ساتھ اس گھڑی کا انتظار رہوتا رہا لیکن وہ وقت معمولی طور پر گذر گیا اور بادلون کے درمیان کوئی تبدیلی نمودار نہ ہوئی - اس واقعہ سے نہ صرف اس آمد کے حامیون کو ہی صدمہ پہنچا بلکہ عام طور پر اس درد کو محسوس کیا گیا تاہم اس کے بعد بھی اس آمد پر ایمان اور یقین پختہ طور پر قائم رہا اور اس مایوسی کا باعث حساب کرنے والون کی غلطی قرار دیا گیا - کتاب ملینل ڈان یعنی ابتدائے ہزار سالہ سلطنت مسیح ۱۸۸۶ء مین شائع ہوئی اور پرانے حساب کی اصلاح کے بعد اس مین یہ ظاہر کیا گیا کہ حضرت آدم کا چھٹا ہزار جس کے خاتمہ پر مسیح کا آنا ضروری تھا سنہ ۱۸۷۳ء مین ختم ہوا - پھر اس کتاب مین بائیبل کی پیشگوئیون کی بنا پر جن کے بیان کرنے کی ضرورت نہین یہ لکھا ہے کہ مسیح کی آمد کا سال سنہ ۱۸۷۳ء ہی ہے اور وہ سنہ ۱۹۱۴ء تک اپنے اولیاء کو جمع کرنے مین مصروف رہے گا جس کے بعد اس کی سلطنت پورے طور پر قائم ہو کر وہ سب لوگون کے سامنے ظاہر ہو جائے گا لیکن اس وقت تک سوائے چند برگزیدون کے اس کو کوئی نہ پہچانے گا - اس مین یہ بھی مانا گیا ہے کہ مسیح کی آمد کے وقت کے تقرر مین اتنی غلطی نہین ہوئی جتنی کہ اس کے آمد کے طریق اور مقصد کے سمجھنے مین ہوئی ہے - مسٹر ڈمبل بی نے اسی مضمون پر ایک مشہور کتاب بنام اپائنٹڈ ٹائم یعنی وقت مقررہ لکھی ہے جو کہ دوبارہ سنہ ۱۸۸۶ء مین تالیف ہو کر شائع ہوئی تھی وہ برطانیہ اعظم کی انجمن تواریخ و علم نجوم کا ایک مشہور ممبر تھا اور کئی

ایک کتابون کا مصنف تھا مثلاً آل پاسٹ ٹائم یعنی زمانہ گذشتہ اور ڈیٹ ری مین ل سائی کلس آف ایکلپس یعنی دوران کسوف وخسوف۔ واقعات کسوف وخسوف یا دوران شمسی کے لحاظ سے اندازہ اوقات شناسی کے اصول کے مطابق اس نے حساب لگایا کہ آمد مسیح کا وقت بالآخر ۱۸۹۶ء ہے۔ اس فاضل مصنف کے دیباچہ مین سے ہم چند سطرین اس جگہ ترجمہ کرتے ہین وہ لکھتا ہے "یہ کتاب اس واسطے لکھی گئی ہے کہ عیسائیون کے سامنے وہ سب سے اعلےٰ اور سب سے جدید طریق پیش کیا جائے جسکے ذریعہ سے بڑی بڑی پیشگوئیون کے اب پورا ہو جانے کی شہادت ایسے طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کہ ناظرین خود اس امر کو سمجھ کر اپنے لئے آپ فیصلہ کر سکین گے....... اب جبکہ پیشگوئیون کے مطالعہ نے ایک علمی رنگ اختیار کیا ہے ہم نئے واقعات کا ایک بڑا ذخیرہ حاصل کر رہے ہین اور ایک بھاری شہادت کا مجموعہ جمع کر رہے ہین جس سے یہ مضمون تمام شکوک سے بالاتر درجے تک پہنچ جاتا ہے ..... جب پیشگوئیون کا اس طرح سے نقشہ کھینچا جائے تو وہ ایک ایسی مکمل شکل اختیار کرتی ہین کہ اس مین کوئی تبدیلی بغیر کلام الٰہی یعنی بائبل کے قطعاً انکار کرنے اور ساری دنیا کے تہ و بالا کرنے کے واقع ہو نہین سکتی اس لئے مین نے انہین اصولی امور کو قائم رکھا ہے جو کہ سب کے سب زمانہ تاریکی کے انجام پر روشنی ڈالتے ہین یعنی ۱۸۹۶ء پر جو کہ ہمارا سنہ ۱۸۹۸ ہوتا ہے جس کو ہر ایک فہیم شخص اب تسلیم کرے گا کہ ایک نئے زمانہ کا ابتدا ہے" تم کلامہٗ۔ مسیح موعود کا بے صبری سے انتظار کرنے والون کے لئے یہ کتاب ایک برکت کی طرح نمودار ہوئی کیونکہ اس سے ان کی وہ امید قائم ہو گئی جسمین کتنی دفعہ پہلے ناکامیابی ہو چکی تھی لیکن اس کتاب مین بھی یہ غلطی بدستور قائم رہی کہ مسیح کے طریق آمد کی طرف کچھ توجہ نہ کی گئی اور اس واسطے عیسائی دنیا کو پھر ایک تازہ ناامیدی کا مونہہ دیکھنا پڑا۔ ۱۸۹۶ء معمولی طور پر گذر گیا اور کوئی امر ایسا واقع نہ ہوا کہ عیسائی قوم کی اس بڑی امید کو پورا کرتا کیونکہ طریق وطرز آمد کے متعلق وہ ایک بڑی غلطی مین پڑے ہوئے تھے۔ اس سخت ناامیدی کے بعد عیسائیون کا انتظار اور بھی زیادہ جوش مین آیا اور کرنیل رابرٹس نے ایک کتاب لکھی کہ حسابات کے مطابق مسیح کی آمد ۱۸۹۹ء سے آگے ہرگز نہین بڑھ سکتی اور اب ہمارے سامنے اس قسم کے رسالون کتابون اور اشتہارون کا ایک ڈھیر لگ گیا ہے جو عیسائی دنیا کی تصنیف ہین اور جن مین یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آمد مسیح کے نشانات پورے ہو گئے ہین اور اس کے آنے کی گھڑی بہت

ہی قریب ہے اور کہ دجال کی تمام نشانیاں موجودہ عیسائی فرقون مین پائی جاتی ہین کتاب ان ویلنگ آف دی ڈاٹرز آف این ایجڈ مادر یعنی اظہار بنات الدجال موجودہ زمانہ کے اعتقادات کو دجال قرار دیتی ہے یہ کتاب سنہ ۱۹۰۱ء مین شائع ہوئی اور اس مین لکھا ہے کہ عیسائیون کا پوپ جو روما مین رہتا ہے اور اس کا سلسلہ ایک بڑا دجال ہے اور دنیا کے تمام عیسائی فرقون کو دجال کی ایک شاخ قرار دیتی ہے اور بعض کو بنات الفواحش کے لقب سے ملقب کرتی ہے۔

ان امور سے کیا نتیجہ نکلتا ہے یہ تمام امور اس امر کا فیصلہ کرتے ہین کہ یا تو مسیح اب آگیا ہے ورنہ اس کے آنے کی سب امیدین منقطع ہین۔ دراصل یہ بات اب ظاہر ہو گئی ہے کہ مسیح کی آمد کی گھڑی گذر چکی ہے اور صرف بار بار کی مایوسیون کے سبب یہ تاریخ آگے آگے کئی بار بڑھائی گئی ہے اور آخری حساب کے مطابق مسیح اب تک آچکنا چاہئے تھا۔ عیسائی لوگ ایک پہلو پر اتنا زور دیتے ہین کہ دوسرے پہلو کو بالکل بھول ہی جاتے ہین۔ ہر دفعہ کی ناکامیابی پر یہی خیال کیا گیا کہ کچھ حساب مین غلطی ہو گئی ہے اور اس امر کی طرف کچھ توجہ نہ کی گئی کہ اس کے طریق آمد مین ہم غلطی کھا رہے ہین۔ بالکلیہ ناامیدی سے بچنے کے واسطے ہر ایک نے یہی تجویز سوچی کہ آمد کی تاریخ کو کچھ اور آگے بڑھائے اور طریق آمد کے متعلق وہی خیال قائم رکھا۔ لیکن چونکہ یہ ایک اصلی اور صحیح امید تھی اس واسطے یہ بالکل دلون سے مٹ نہ سکی باوجودیکہ کئی بار اپنے خیالات مین عیسائیون کو ناامیدی دیکھنی پڑی ایسی ہی غلطی کے سبب یہود نے حضرت عیسےٰ کا انکار کیا تھا اگرچہ یسوع کی پیدائش کے زمانہ مین وہ مسیح کی آمد کے لئے سخت انتظار مین بیٹھے تھے تاہم ان کو یہ خیال کبھی نہ آیا کہ اگرچہ وقت تو یہی ہے مگر ممکن ہے کہ اس کی آمد اس طریق سے نہ ہو جو ہم اپنے خیال مین جمائے بیٹھے ہین مسیح کا انتظار تو ان کو ہمیشہ رہا مگر وہ یسوع کو نہ مان سکے کیونکہ ان کے نزدیک وہ ایسے طرز سے نمودار نہ ہوا جو طرز کہ ان کی کتب مقدسہ سے بظاہر معلوم ہوتا تھا عیسائیون کو چاہئے تھا کہ یہود کی غلطی سے سبق حاصل کرتے مگر افسوس کہ وہ خود بھی اسی غلطی مین جا پڑے۔ آمد مسیح کا ہر ایک نشان پورا ہو گیا مگر وہ اس کے انتظار مین ایک غلط راہ پر جا کھڑے ہوئے اگرچہ ان کے کھڑے ہونے کا وقت درست ہی۔ زلزلے۔ طاعون۔ قحط۔ اور جنگ اور تمام زمینی اور آسمانی حالات اس امر کی گواہی دے رہے ہین کہ آمد مسیح کے واسطے اب اسکے آگے انتظار کا کوئی وقت نہین۔

اب ہم مسلمانون کے خیالات کے مطابق آمد مسیح کے مقررہ وقت پر غور کرتے ہین۔ مسلمانون مین بہت سے اہم ایسے امور ہین جو کہ وقت کا قطعی فیصلہ کرتے ہین۔ سب سے اول یہ ہے کہ قرآن شریف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسے کا مثیل قرار دے کر استثنا باب ۱۸ کی پیشگوئی کا مصداق آپ کو قرار دیتا ہے جیسا کہ سورہ المزمل مین لکھا ہے پھر سورۃ النور مین یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ اس امت مین ایسے ہی خلفاء پیدا کئے جائینگے جیسے کہ حضرت موسے کے بعد ان کی امت مین خلفاء ہوئے شریعت اسلام اور شریعت موسوی کے بانیون کے درمیان اور پھر ان کے خلفاء کے درمیان جو مشابہت اس جگہ قائم کی گئی ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ حضرت موسے کے خلفاء کا سلسلہ حضرت مسیح پر آکر ختم ہوا ایسا ہی حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ خلافت کا آخری شخص ایک مسیح ہی ہونا چاہئے اس طرح آمد مسیح کی پیشگوئی ہر دو مسیحون کے درمیان بہت امور مین مشابہت قائم کرتی ہے جس مین سے ہم اس جگہ وقت کے متعلق مشابہت کا ذکر کرتے ہین۔ حضرت موسے اور حضرت عیسے کا درمیانی فاصلہ چودہ صدیان بیان کیا جاتا ہے۔ مگر یہودیون کے نزدیک یہ وقت تیرہ صدیان تھا۔ اس لحاظ سے یہ ضروری تھا کہ اب بھی مسیح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھوین صدی مین پیدا ہوتا اور اس سے موجودہ وقت حاصل ہوتا ہے صرف ایک مشابہت کی ضرورت ہے اور اس امر کی تصدیق اور بھی کئی باتون سے ہوتی ہے کہ مسیح کی آمد کا یہی وقت ہے +

قرآن شریف نے حکمت کاملہ کے ساتھ چند نشانات آمد مسیح کے واسطے بیان فرمائے ہین جن سے ہر ایک شخص اس وقت کو پہچان سکتا ہے ان مین سے سب سے بڑی بات دین عیسوی کا عروج اور ہر امر مین عیسائی قومون کی چستی و چالاکی ہے اس عروج اور چستی و چالاکی مین کسی کو کوئی شبہ ہو نہین سکتا۔ عیسائی مشنری دنیا کے تمام کونون مین گھس گئے ہین۔ اس وقت ستر ہزار سے زیادہ آدمی مشن کے کام مین مصروف ہین اور پانچ کروڑ سے زیادہ روپے ہر سال ان کے اخراجات مین صرف کیا جاتا ہے۔ دو سو پچاس انجمنین ایسی ہین جو باہر مشن بھیجتی ہین اور ان کے ایجنٹ بیس ہزار سے زائد شہرون مین اپنا کام کر رہی ہین۔ اگر اب بھی مسیح کی ضرورت نہین تو کیا اس وقت ہوگی جب کہ ساری دنیا اس ناپاک عقیدہ سے بھر جائے گی جس کے متعلق قرآن شریف

فرماتا ہے۔ کہ تکاد السموات ان یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ہدا۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ جاوین اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑین۔

آمد مسیح کا ایک اور بڑا نشان جس کی طرف قرآن شریف نے اشارہ کیا ہے اور جس کا ذکر احادیث مین مفصل آیا ہے وہ چاند اور سورج کا کسوف وخسوف ہے جس کا واقع ہونا ۱۳۔ رمضان اور ۲۸۔ رمضان کو قرار دیا گیا تھا۔ یہ سنہ ۱۸۹۴ء مین واقع ہوا تھا اور آمد مسیح کے واسطے تیرہ سو سال پہلے یہ ایک ایسا کھلا نشان بتلایا گیا تھا اور ایسی صفائی سے یہ پورا ہوا ہے کہ ہر ایک شخص بجائے خود اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے علاوہ ازین اور بہت سے نشانات قرآن شریف اور احادیث صحیحہ مین بیان کئے گئے ہین۔ مثلاً طاعون جو ہندوستان اور کئی ایک اور ممالک کو اس وقت تباہ کر رہی ہے اونٹ وغیرہ کی بجائے ایک نئی سواری کا ایجاد ہونا یعنی ریلون کا تمام دنیا مین پھیل جانا۔ علوم کا بڑھنا بڑے بڑے فاصلہ سے لوگون کا باہم میل جول ہونا۔ نہرون کی کثرت۔ اخبارون اور کتابون کی اشاعت اور بے شمار دیگر نشانات جن کی تفصیل کی اس جگہ گنجایش نہین۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس امر کو ثابت کیا جائے کہ تمام نشانات پورے ہو گئے ہین۔ اور کوئی نشانی ایسی نہین جس سے یہ بات ثابت ہو کہ آمد مسیح ابھی اور آگے ہو گی۔ ان نشانات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح آگیا ہے اور ہر ایک حق جو کا یہ فرض ہے کہ اس کی تلاش کرے۔ ایک اور بات قابل غور یہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ کے الہامات آمد مسیح کا وقت چودھوین صدی ہجری علی صاحبہا التحیۃ والسلام کا ابتدا مقرر کرتے ہین اور کسی ولی کا الہام اس واقع کی تاریخ اس سے پیچھے نہین ڈالتی۔ علاوہ ازین یہ ایک صحیح حدیث ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہوتا ہے اور چونکہ مسیح بھی خود ایک بڑا مجدد ہو گا اس واسطے اگر وہ اس صدی ہجری کے ابتدا مین نہ آوے تو اس کا آنا ایک سو سال اور پیچھے پڑے گا۔ لیکن یہ امر نہ صرف اسلام کے موجودہ تنزل کو اور بھی نیچے گرانے کا موجب ہو گا بلکہ اس سے تمام پیش گوئیون کا بھی ابطال لازم آئے گا +

پس ہم اس امر کو ثابت کر چکے ہین کہ یہود عیسائی اور مسلمان تمام فرقون نے بالاتفاق یہ آواز دی ہے کہ آمد مسیح کا وقت یہی ہے آپس مین اتنا اختلاف رکھنے والے مذاہب کا اس ایک

امر مین پورا اتفاق کرنا قابل غور ہے۔ پہلے مسیح کے آنے کا انتظار تو صرف ایک قوم کو تھا اور وہ بھی تھوڑی سی تھی۔ مگر دوسرے مسیح کی آمد کا انتظار تین بہت بڑی قومون کو لگا ہوا ہے اور وہ سب کی سب اس امر مین متفق ہین کہ اس کی آمد کا وقت یہی ہے۔ یہ ایسا وقت ہے کہ تمام مذہبی اور قومی تعصبات کو چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ حق کی قبولیت مین کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ مسیح آگیا ہے اور ہر ایک حق پسند کا فرض ہے کہ اس کی پیروی کرے۔

اس کی آمد کے واسطے اس سے بڑھ کر اور کسی ثبوت کی ضرورت نہین کہ تین مختلف مذاہب مختلف کتابون کی سند پا اور مختلف دلائل کے ذریعہ سے اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہین۔ بنی اسرائیل کے انبیاء مثلاً دانیال وغیرہ کی پیشگوئیان حضرت عیسے علیہ السلام اور ان کے حواریون کی نبوت کی باتین اور آنحضرت نبی کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیان سب کی سب اس وقت آکر پوری ہوئی ہین۔ اگر کبھی کوئی پیشگوئی پوری ہوا کرتی ہے تو اس پیشگوئی کا پورا ہونا ہم بدیہی طور پر دیکھ رہے ہین۔

اب دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ مسیح کی آمد کا طریق اور اس کا مقصد کیا ہے۔ یہ بیان بے شک بہتون کو حیران کرنے والا ہوگا لیکن حق جب مدتون بھول چکا ہو تو اس کی دوبارہ یاددہانی ہمیشہ حیرانی ہی پیدا کیا کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی کہے کہ اس کی آمد کا طریق تو صاف بیان ہو چکا ہے اور اب اس امر پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہین لیکن بات یہ ہے کہ اسی موقعہ پر پہلون نے ٹھوکر کھائی تھی اور اس واسطے یہی موقعہ ایسا ہے جہان سوچ سمجھکر قدم رکھنا چاہیئے اور ہر ایک احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ کروڑہا انسان اس فیصلہ تک پہنچ چکے ہین کہ آمد مسیح کے تمام نشانات پورے ہو چکے ہین اور اب یہی وقت ہے کہ وہ آوے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا ایک نیا زمانہ شروع ہوا ہے اور ہر ایک دل اس امر کو محسوس کرتا ہے کہ کوئی تبدیلی واقعہ ہونے والی ہے اس واسطے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ آمد مسیح کے طرز و طریق کے مسئلہ پر پورا غور کیا جائے۔

خصوصاً یہ خوشی کی بات ہے کہ اس اہم معاملہ مین ہم کو صرف قیاسات پر نہین چھوڑا گیا خدا کے کلام اور اس کی شریعت نے ہمارے سامنے ایک صاف اور سیدھی سڑک تیار کر کے رکھدی ہے۔ مسیح کی آمد اول یا یون کہو کہ مسیح اول کی آمد کی پیشگوئیون سے ہم خوب واقف ہین اور ہم یہ بھی دیکھ چکے ہین کہ وہ کس طرح سے پوری ہوئی تھین۔ پس وہ پیش آمدہ مسئلہ کے حل کے واسطے

ہمارے لئے کافی راہنما بن سکین گی جن پیش گوئیون کی بنا پر یہود آمد مسیح کے انتظار مین تھے وہ ان کی کتب مقدسہ مین درج تہین جن کو یہود اور عیسائی بالاتفاق کلام الہی مانتے تھے۔ سب سے بڑا نشان جو سچے اور جھوٹے مسیح کی پہچان کے لئے ان کے پاس موجود تھا وہ یہ تھا کہ سچے مسیح کی آمد سے پہلے الیاس نبی دوبارہ آئے گا اور آسمان سے نازل ہوگا۔ کتب مقدسہ کے مطابق یہود کا یہ مذہب تھا کہ الیاس نبی آسمان پر اٹھایا گیا تھا اور آمد مسیح سے پہلے وہ آسمان سے پھر نازل ہوگا پس انہین اس بات کا کچھ فکر نہ تھا کہ سچے مسیح کو کیونکر پہچانین گے

ان کے ہاتھ مین اس کے پہچان لینے کا ایک بدیہی نشان تھا اور ان کے نزدیک ممکن نہ تھا کہ وہ اس مبارک موقعہ پر غلطی کھا جائین۔ ایسے معزز نبی کے آسمان سے نازل ہونے کا خلق عادت واقعہ چپکے چپکے بے خبر نہین ہو سکتا تھا۔ ایسے عجیب معجزے کے ذریعے ان کے بڑے نبی کی آمد کا اشتہار ان کے درمیان ہونا ضروری تھا۔ یہ تو پیش گوئی تھی اب دیکھنا چاہئے کہ وہ پوری کس طرح سے ہوئی۔ ذکریا کے گھر مین ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام یوحنا رکھا گیا وہ ایک راستباز تھا اور انبیائے بنی اسرائیل کی طرح وعظ کا کام کرنے لگا۔ یسوع نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور بپتسمہ پایا اور اپنے آپ کو مسیح مشہور کیا۔ قدرتاً یہود کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ تو مسیح نہین ہے کیونکہ الیاس نبی کا معجزانہ نزول ابھی تک وقوع مین نہین آیا۔ اس بات کو سن کر یسوع نے یوحنا کی طرف اشارہ کیا کہ یہی الیاس ہے جس نے آنا تھا۔ پر یہود ایسی بات کب مانتے تھے وہ کہنے لگے اس طرح تو ہر ایک مفتری کہہ سکتا ہے کہ مین مسیح ہون۔ انہون نے کہا کہ خدا تعالےٰ نے تو ہم کو وعدہ دیا ہے کہ الیاس نبی خود واپس آئے گا اور یوحنا کو تو ہم خوب جانتے ہین کہ وہ ذکریا کے گھر مین ہمارے سامنے پیدا ہوا تھا پس وہ کیونکر الیاس ہو سکتا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ وقت تو یہی ہے پر انہون نے کہا کہ ہم یسوع کو کیونکر مسیح مان لین وہ تو اس طریق کے مطابق نہین آیا جو کہ ہماری کتابون مین درج ہے۔ پیش گوئی مین تو صاف یہ درج تھا کہ خود الیاس آوے گا۔ کتاب مین یہ کہین نہین لکھا کہ مثیل الیاس آوے گا۔ اگر ہم یسوع کو مان لین تو پھر بھی یوحنا مثیل الیاس ہوگا نہ کہ خود الیاس مگر مثیل الیاس کا ہم کو کبھی وعدہ نہین دیا گیا۔ کیا ہم کلام الہی مین تبدیلی کر ڈالین اور بجائے الیاس کے مثیل الیاس کا لفظ اس مین ڈال دین یہاں تو آمد مسیح کی پہلی نشانی ہی پوری نہین ہوتی تو ہم آگے کیا چلین +

۱

علاوہ ازین یسوع کو مسیح تسلیم کرنے مین یہود کو اور مشکلات بھی تھین۔ اسرائیلیون کی نجات کسی معجزانہ رنگ مین ہونے والی تھی تاکہ وہ اپنے منجی کو فوراً پہچان سکین۔ وہ الٰہی طاقت کے عجیب در عجیب ظہور دیکھ چکے تھے۔ وہ خدا کی آواز ہوا اور آندھی کے درمیان سن چکے تھے وہ جانتے تھے کہ خدا نے کوہ سینا پر بادل کی گرج اور قدرت کے نظارون کے درمیان موسے پر اپنے آپ کو ظاہر کیا تھا اور ان کو وعدہ دیا جا چکا تھا کہ ایسے ہی عجیب نشانات تم آمد مسیح پر بھی دیکھو گے۔ چونکہ مسیح ایک اتنا بڑا منجی تھا اس کی آمد بھی کیسے عجیب انکشاف کسے مشتہر ہونی چاہئے تھی۔ لیکن یہ امیدین بالآخر کس طرح سے پوری ہوئین۔ یہود کو کوئی عجیب بات نظر نہ آئی یہانتک کہ انہون نے خود یسوع کے منہ سے یہ کلمات سنے کہ مین مسیح ہون حضرت موسے اور دیگر بڑے انبیاء سے جو خوارق وہ دیکھ چکے تھے ان کا اثر ان کے دل پر ایسا تھا کہ وہ ایسا خیال بھی دل مین نہ لا سکے کہ مسیح جیسا اولوالعزم نبی بغیر ان خوارق اور نشانات کے ظاہر ہو جائے جن کا وعدہ ان کو پہلے سے دیا گیا تہا +

صرف یہی نہین بلکہ ان کو یہ بھی وعدہ دیا گیا تھا کہ یسوع کسی بڑے شاہی خاندان مین سے پیدا ہوگا اور داؤد کی نسل سے ہوگا اور داؤد کی سلطنت کو پھر قائم کرے گا۔ اس کا یہ کام تھا کہ اسرائیلیون کو اجنبیون کے جوئے سے چھوڑائے اور ان کو غاصبون کی اطاعت سے چھوڑا کر آزاد کر دے۔ لیکن یسوع کی پیدائش کے قصے جن لوگون کو یاد تھے وہ اس کے حلال زادہ ہونے کے متعلق بہت سے شبہات دل مین رکھتے تھے زیادہ سے زیادہ وہ یہ نیک ظنی کر سکتے تھے کہ یوسف نجار کا بیٹا ہے اور اس طرح اس کا شاہی خاندان سے ہونا بالکل بعید از قیاس تھا اس کے دعوے مسیحیت کے بعد تھوڑے ہی دنون مین ان کو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس شخص کے لئے بادشاہی کے تخت پر بیٹھنے یا ہمین رومیون کے جوئے سے چھوڑانے کی امید کرنا بے فائدہ ہے

پس یسوع کے متعلق ان کی تمام امیدین ناکامیابی سے مبدل ہو گئین کیونکہ مسیح کی آمد کے طریق اور مقصد کے مطابق کوئی پیشگوئی اس کے وجود مین پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آتی تھی ان کے حساب کے مطابق وقت تو پورا ہو چکا تھا لیکن وہ ایسے شخص پر کیونکر ایمان لاتے جس کی ذات مین کوئی پیش گوئی پوری نہین ہوتی تھی وہ مسیح کے استقبال کے لئے تیار تھے لیکن ان وعدون کے پورا ہونے کے بغیر وہ کسی کو کیون کر مان لیتے جن کا پیشگوئیون مین ذکر کیا گیا تھا +

پھر اکثر پیش گوئیون مین بالاتفاق یہ بیان کیا گیا تھا کہ آمد مسیح کا وقت ایک عالم گیر امن اتفاق اور برادری کا زمانہ ہوگا اور اس وقت یروشلم اس دنیا کا مرکز ہوگا کیا یسوع اس نشان کے مطابق مسیح تسلیم ہوسکتا تھا۔ کوئی پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ یہ ناممکن تھا کہ بیشمار نشانات جو بیان کئے گئے تھے ان مین سے ایک بھی ظاہر نہ ہو اور مسیح آجائے +

کتب مقدسہ کے الفاظ جو انبیاء پر نازل ہوئے تھے ان کی نظرون کے سامنے تھے۔ وہ ایسے مسیح کو کیونکر مان سکتے تھے جس کا ماننا خود انکی کتابون کو جھٹلاتا تھا۔ وہ اپنی بدقسمتیون کے درمیان اس زمانہ مسیحیت کے لئے آہین بھرتے جسکی تصویرین ان کے سامنے ایسی خوبصورت کھینچی گئی تھین۔ وہ اس مسیح کے انتظار مین تھے جس نے داؤد کے تخت پر بیٹھ کر ان کو اجنبیون کے جوئے سے چھوڑانا تھا۔ وہ اس دن کے انتظار مین تھے جس دن ان کا یروشلم تمام دنیا کا مرکز بننے والا تھا اور وہ اس گھڑی کے لئے دعائین مانگتے تھے جب کہ اسرائیلی بجائے پاؤن کے نیچے کچلا جانے کے دنیا کی تمام قومون پر حکمران ہونے والے تھے لیکن یسوع ناصری اور اس کے ظہور مین ان کو کوئی نشان پورا ہوتا ہوا نظر نہ آتا تھا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی صاف پیشگوئیون کے ہوتے ہوئے جن کا پورا ہونا یسوع کے وجود مین نہین ہوا تھا آیا یہود یسوع کے انکار مین حق پر تھے یا نہین۔ عیسائی اور مسلمان تو کبھی نہین کہہ سکتے کہ وہ حق پر تھے۔ اچھا پھر پیشگوئیون کو کیا کیا جائے۔ وہ ان کتابون مین اب بھی موجود ہین جن کو یہود اور عیسائی کلام الٰہی مانتے ہین۔ ان کے الفاظ صاف ہین۔ اگر یہود ان کا پورا ہونا طلب نہ کرتے تو وہ کلام الٰہی کے انکار کے مجرم ہوتے اور پھر سچے اور جھوٹے مدعیون کے درمیان تمیز کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی معیار نہ ہوتا۔ کئی ایک جھوٹے مسیح ان کے درمیان ہوچکے تھے اور ایسے جھوٹے مدعیون نے بے اعتبار کردیا ہوا تھا۔ ان وجوہات سے یہ ظاہر ہے کہ یہودیون کا یہ فرض تھا کہ ایسے مدعیون کو تسلیم کرنے سے پہلے نبوت کی باتون کا پورا ہونا طلب کرتے۔ پھر کیا یہود یسوع کا انکار کرنے مین حق پر تھے۔ ان کے حق پر نہ ہونے کی کیا دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔ پھر بھی عیسائی اور مسلمان ان کو یسوع کے انکار مین کافر قرار دیتے ہین بلکہ خود یسوع نے ان کو اپنے انکار کے سبب خدا کا مجرم قرار دیا ان کا کیا قصور تھا۔ اگر صرف پیشگوئیون کی تفہیم اور تعبیر کے متعلق ایک رائے کا

اختلاف تھا اور پیشگوئیون کے معنے دو طرح ہو سکتے تھے تو یہود باوجود غلطی پر ہونے کے اس قابل نہ تھے کہ ایسی سختی سے ان کو مجرم قرار دیا جاتا جب تک انہون نے کھلے طور پر غلط طریق کو اختیار نہ کیا ہوا اور بغیر دلائل کے اپنی غلطی پر اصرار نہ کیا ہو تب تک وہ خدا کی نظرون مین چندان قصوروار قرار نہین دئے جا سکتے۔ یسوع کے مقابلہ مین ان کا بڑا اعتراض یہی تھا کہ الیاس نمودار نہین ہوا اگر شریعت کے مطابق اس کا اپنا ظہور جائز تھا تو ان کا اعتراض بھی درست تھا۔ کیونکہ اس شریعت مین صاف الفاظ مین اس کی واپسی کی پیش گوئی کی گئی تھی۔ لیکن اگر اس کا اپنا ظہور جائز نہ تھا تو یہود کا اصرار بے شک قابل سزا کے تھا پس جو لوگ یہود کو یسوع کے انکار کے سبب کافر قرار دیتے ہین وہ خواہ عیسائی ہون یا مسلمان ہون ان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ الیاس کی جسمانی آمد شریعت کے مطابق ایک غلط خیال تھا اگرچہ کلام الہی مین اس کے متعلق الفاظ پائے جاتے ہون اور اگر الیاس کے متعلق یہ امر تسلیم کیا جاوے تو یہ قانون عام ہوگا کہ کوئی گیا ہوا دوبارہ اسی جسم مین واپس نہین آیا کرتا لیکن کیا یہود کے پاس اس امر کے واسطے کوئی دلیل تھی کہ ایسی آمد واقع نہین ہو سکتی۔ اس امر کا کوئی انکار نہین کر سکتا کہ اس وقت یہودی بڑے شوق سے مسیح کی آمد کے منتظر ہو رہے تھے ان کے حساب کے مطابق وہ وقت آگیا تھا کہ ان کی نجات ہو چونکہ پیش گوئی کے مطابق وقت آپہنچا تھا اس واسطے ان کا یہ فرض تھا کہ پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے لفظی معنون کی سختی سے پیروی نہ کرتے۔ لیکن وہ مادی لوگ یسوع کے روحانی استدلال کو نہ مان سکے۔ وہ دنیا پر اپنا سر جھکائے ہوئے تھے اور اس واسطے وہ یہ چاہتے کہ پیش گوئی ظاہر اور مادی الفاظ مین پوری ہو۔ الیاس نبی کی آمد یون آسانی سے سمجھ مین آسکتی تھی کہ ایک شخص الیاس کی روح اور طاقت مین آگیا ہے کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ یہ امر مقدس شریعت کے بالکل مخالف ہے کہ کوئی نبی آسمان سے نازل ہوا اور نہ یہودیون کی تاریخ مین اس امر کی کوئی نظیر موجود تھی۔ ہر ایک نبی دنیوی ماں باپ سے پیدا ہوتا رہا۔ موسے سا شارع بھی اس قاعدہ سے مستثنے نہ تھا اس قسم کی باتون پر غور کرنے سے وہ بآسانی سمجھ سکتے تھے کہ آمد الیاس سے مراد صرف ایک ایسے آدمی کی آمد ہے جو الیاس کی روح اور طاقت رکھتا ہو اور اس لئے یسوع اپنی آمد کے لئے ایسی تاویلات کے کرنے مین کہ یوحنا الیاس ہے راستی پر تھا +

مگر اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ یسوع کے انکار کے سبب یہود کو کافر قرار دینے کے

وقت اس بات کا تسلیم کر لینا ضروری ہے کہ جو اس دنیا سے گذر چکا ہو کبھی واپس نہین آسکتا۔ اور الیسون کی واپسی کا وعدہ صرف ایک روحانی سعنے اپنے اندر رکھا کرتا ہے۔ اگر کسی کی آمد ثانی اسی وجود کے ساتھ جائز اور صحیح ہے تو یہود کا انکار مسیح بھی جائز اور صحیح تھا۔ لیکن نہ یہود بے قصور ہین اور نہ ایسی آمد جائز ہے جو کوئی پچھلی بات کا قائل نہین اسے پہلی بات کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اگر جسمانی آمد ثانی جائز تھی تو پھر یہود کیون بغیر قصور کے برے بنائے جاتے ہین انہون نے کلام الٰہی مین اس بات کو پڑھا تھا کہ الیاس نبی دوبارہ آئے گا ان کو یہ نہ کہا گیا تھا کہ مثیل الیاس آنے والا ہے نہ یسوع نے ان کو کبھی یہ کہا تھا کہ الیاس کی آمد ثانی کے اعتقاد مین تم غلطی کھا رہے ہو۔ یسوع نے اس امر سے انکار نہین کیا کہ الیاس کی پیش گوئی کی گئی تھی لیکن اس نے انہین یہ کہا کہ الیاس کی آمد یوحنا مین پوری ہو گئی ہے جو کہ الیاس کی روح اور طاقت مین آیا ہے۔ پس آمد ثانی سے مراد اس کے روحانی طاقت کی دوبارہ آمد تھی نہ کہ اس کی جسمانی آمد یا جسم کے کسی حصہ کی آمد۔ روح ہی ہے جو باقی رہتا ہے نہ کہ جسم اور اس واسطے روح ہی واپس آسکتا ہے۔ روح سے مراد اس جگہ جان نہین ہے اور نہ ہم مسئلہ تناسخ کی تائید کرتے ہین بلکہ ہم اس کو ٹھیک ان سعنون مین لیتے ہین جن مین یسوع نے اس کو لیا۔

اب ہم مسیح یا یسوع کے دوبارہ آنے کی طرف توجہ کرتے ہین جیسا کہ عیسائیون کا خیال ہی عیسائی صحیفون مین جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ بالکل اس طرح کی ہو جس کا ذکر ہم اوپر کرائے ہین متی کہتا ہے کہ جیسا کہ بجلی مشرق مین کوندتی اور مغرب مین چمکتی ہے ایسا ہی ابن آدم کا آنا ہے۔ ...... ان دنون کی تکالیف کے بعد جلد سورج اندھیرا ہو گا اور چاند اپنی روشنی چھوڑ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گر پڑین گے اور آسمان کی طاقتین ہل جائینگی اور تب ابن آدم کی نشانی آسمان مین نمودار ہو گی تب زمین کی تمام قومین گریہ وزاری کرین گی اور وہ ابن آدم کو آسمان کے بادلون مین طاقت اور جلال کے ساتھ آتے ہوئے دیکھین گی اور وہ اپنے فرشتون کو ایک بڑی تُرہی دیکر بھیجے گا جو کہ چارون طرف سے برگزیدون کو جمع کرین گے۔ آسمان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک (متی ۲۴-۲۷ تا ۳۱)

اس پیش گوئی کا جو یسوع کی آمد ثانی کے متعلق ہے ان پیشگوئیون کے ساتھ مقابلہ کرو جو مسیح اول کے متعلق اسرائیلی انبیاء نے کی تھین اور بنی اسرائیل کی کتب مین موجود تھین +

"دیکھو مین اپنا رسول بھیجون گا اور وہ میرے آگے راہ تیار کرے گا اور وہ خداوند جس کی تلاش مین تم ہو اچانک اپنی ہیکل مین نمودار ہوگا...... کیونکہ دیکھو وہ دن آتا ہے جو بھٹے کی طرح تپایا جائے گا تب سارے مغرور اور ہر ایک جو بدکاری کرتا ہے کھونٹی کی مانند ہون گے......... اور تم شریرون کو پامال کرو گے کیونکہ جس دن کہ مین یہ ٹھہراؤن وے تمہارے پاؤن تلے کی راکھ ہون گے رب الافواج فرماتا ہے...... دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر مین ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجون گا۔ ملاکی ۳ و ۴"۔

"دیکھو مین ایسا کرون گا کہ یروسلم آس پاس کی ساری قومون کے لئے تھرتھراہٹ کا پیالہ ہوگی ...... اس دن خداوند فرماتا ہے مین ہر ایک گھوڑے کو ایسا مارون گا کہ سب حیران رہ جاوین اور اس کے سوار کو دیوانہ کردون گا...... تب خداوند خروج کرے گا اور ان قومون کے ساتھ جس طرح سابق مین جنگ کے دن لڑا تھا لڑائی کرے گا اور اس کے پاؤن اس دن زیتون کے پہاڑ پر جو یروسلم کے سامنے پورب رخ ہے جم رہین گے اور زیتون کا پہاڑ بیچون بیچ پچھم کی طرف اور پورب کی طرف ایسا پھٹ جائے گا کہ اس مین نہایت بڑی وادی ہوجائے گی کیونکہ آدھا پہاڑ اتر کی طرف سرک جائے گا اور آدھا اسکا دکن کی طرف...... اور خداوند میرا خدا آوے گا اور سارے قدسی تیرے ساتھ اور اسدن ایسا ہوگا کہ نفیس اجرام فلک کی روشن نہ ہوگی...... اور اسی دن یون ہوگا کہ جیتا پانی یروسلم مین سے جاری ہوگا اور اس کا آدھا پوربی سمندر کی طرف اور اس کا آدھا پچھمی سمندر کی طرف...... اور خداوند تمام زمین پر بادشاہ ہوگا..... اور ساری غیر قومون کا حال جو آس پاس ہین کیا سونا کیا روپا کیا لباس بڑی کثرت سے فراہم کیا جائے گا۔ (ذکریا باب ۱۲-۱۴)

اُن دنون مین ایسا ہوگا کہ دس آدمی جن کی جدی جدی لغت ہو ہاتھ بڑھائین گے ہان ایک یہودی شخص کے دامن کو پکڑین گے اور کہین گے کہ ہم تمہارے ساتھ جائین گے کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ خدا تمہارے ساتھ ہے"۔ (ذکریا باب ۸-۲۰)

ایسی ہی اور پیش گوئیان زمانہ مسیح مین خوارق وعجائبات کا وعدہ کرتی ہوئی یہود کی کتب مقدسہ مین بکثرت پائی جاتی ہین اور یسوع کی آمد کے وقت ان مین سے ایک خارق عادت امر بھی ظاہر نہ ہوا تھا اور یہود کی کوئی امید بھی پوری نہ ہونے پائی تھی تاہم ان خوارق مین اور مسیح کی آمد ثانی کے نشانات کے درمیان کوئی حد فاصل کھینچی نہین جا سکتی کوئی سمجھدار آدمی ایسی بیہودگی

حضرت عیسےٰ جیسے نبی کی طرف منسوب نہین کر سکتا کہ وہ آپ تو یہودیون کو موعودہ عجائبات کے دکھلانے سے انکار کرتا رہا اور ان کو کہا کہ ان کے معانی مجازاً لینے چاہئیں اور خود حواریون کو یہ وعدہ دیا کہ آمد ثانی کا مسیح ایسے خوارق اور معجزات اپنے لفظی معنون مین پورا کرے گا اگر یسوع نے ایسا کیا اور کہا تو اس نے صرف دو متضاد باتون کو پیش کیا بلکہ ارادتاً مخلوق کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جب کہ کوئی شخص کسی خاص خوارق یا عجائبات کے متعلق اپنی یہ رائے ایک دفعہ ظاہر کردے کہ ان سے مراد صرف روحانی امور ہین اور یہ مجاز اور استعارہ کے طور پر سمجھنے چاہئیں تو جب کبھی وہ اس قسم کے معجزات اور خوارق کا ذکر پھر اپنے متعلق کرے تو اس سے بھی مجاز و استعارہ ہی مراد لینی چاہئیے - اگر یہودی حضرت عیسےٰ کا انکار کرنے مین سچے تھے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آمد ثانی کے متعلق جو خوارق بیان کئے گئے ہین ان کو مجاز کے رنگ مین لینا چاہئیے اور اگر یہودی اپنے انکار مین سچے تھے تو نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ کاذب تھے اگر ہم خود پیشگوئیون کا پورا ہونا بجائے مجاز کے لفظی معنون مین چاہتے ہین - اور بجائے روحانی طرز کے جسمانی طرز کی خواہش رکھتے ہین تو پھر بیچارے یہودیون کا کیا قصور تھا - بے شک یہودیون کا راہ تاریک تھا مگر یہود کے واقعہ نے ہمارے راہ کو تو بالکل روشن کردیا ہے - روحانی معانی کی تفہیم ان کے لئے ایسی صاف نہ تھی جیسے کہ ہمارے لئے ہے - ان کے پاس اس مشکل کے حل کرنے کے لئے کوئی راہنما نہ تھا پر ہمارے پاس ایک مثال موجود ہے اس وقت آمد ثانی کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مسیح کو صرف انسان سمجھ کر جیسا کہ پہلے سے اس کے لئے یہودیون مین امید اور ثبوت چلی آتی تھی اور جیسا کہ وہ درحقیقت ان کے درمیان نمودار ہوا تھا ہر ایک عیسائی اس امر کے ماننے پر مجبور ہوگا کہ آمد ثانی اس طرز پر ہونی چاہئیے جس طرز پر کہ الیاس کی آمد ثانی ہوئی تھی اور اس کے متعلق خوارق اور عجائبات کو انہین روحانی معنون مین لینا چاہئیے جن معنون مین کہ الیاس کی آمد ثانی کے وقت ایسے الفاظ کو لیا گیا تھا - خدا تعالےٰ نے صفائی سے ظاہر کردیا ہے کہ کسی شخص کی آمد ثانی کس طرح سے ہوا کرتی ہے - اگر جسمانی آمد ثانی شریعت الٰہی کے مطابق جائز تھی تو یہود کو یہ حق حاصل تھا کہ الیاس کی جسمانی واپسی کے طلبگار ہوتے اور جب تک یہ بات پوری نہ ہوئی مسیحیت کے ہر ایک مدعی کو مفتری قرار دینے کے لئے ان کو پورا حق حاصل تھا - لیکن اگر یہود کو برا کہا جاوے تو ساتھ ہی اس عقیدہ کو بھی برا کہنا پڑتا ہے کہ کوئی شخص دوبارہ جسمانی طور پر نازل ہوگا اور اس کی آمد کے وقت جن عجائبات کا انتظار ہے ان کو روحانی سمجھنا چاہئیے کیونکہ یسوع نے

دنیا مین اگر خود اس بات کو ثابت اور تسلیم کر دیا ہوا ہے - اگر پہلا مسیح باوجود سیکڑون نشانات کے وعدہ کے بغیر ایک معجزہ کے بھی ظاہر ہو گیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ دوسرا مسیح معمولی قدرتی طور پر دنیا مین داخل نہ ہو جائے اور کیا وجہ ہے کہ ہم بے فائدہ بادلون کی طرف دیکھتے رہین اور اپنے آپ کو داناؤن کی نظرون مین بیوقوف بنائین اور توہمات مین گرفتار رہین - ہمین چاہئے کہ راہ راست کی طرف توجہ کرین - تاکہ ہم روشنی مین چلین اور سچے مسیح کو ہم دیکھ سکین +

اگر یہ کہا جائے کہ یہود کے دل بدی کی طرف پھرے ہوئے تھے اور ان کی تنگ رسومات انہین آسمانی نشانات پہچاننے نہین دیتی تھین تو یہی اعتراض موجودہ حالت پر بھی وارد ہو سکتا ہے عیسائیون کی کتب سے ہم اس امر کے لئے کافی شہادت پیدا کر سکتے ہین کہ آج کل کے گرجے ویسی ہی تنگ اور خشک رسومات سے بھرے پڑے ہین جیسے کہ آمد یسوع کے وقت ہیکل کا حال تھا لیکن ہم اس جگہ چند ایک بائیبل کی شہادات پر قناعت کرتے ہین "تو یہ جان رکھ کہ آخری دنون مین برے اوقات آوینگے کیونکہ آدمی خود غرض - زردوست - لاف زن - گھمنڈی - کفر کرنیوالے - ماں باپ کے نافرمانبردار ناشکر - ناپاک - بےدرد - کینہ ور تہمتی بدپرہیز بے رحم - نیکی کے دشمن - دغاباز - بے لحاظ - پھولنے والے خدا کے چاہنے کی بہ نسبت عشرت کے زیادہ چاہنے والے" - (۲ تمطاؤس باب ۳ - ۱ سے ۴ آیت) "جب ابن آدم آوے گا تو کیا وہ زمین مین ایمانداری پائے گا" (لوقا ۱۸ - ۸) "وہ نیکی کی ظاہری شکل رکھتے ہون گے مگر دراصل نیکی ان مین نہ پائی جاتی ہوگی" کیا یہ حالت یہودیون سے بھی بدتر حالت نہین ہے کیا وہ لوگ جو ایمان سے خالی ہین اور زمین پر جھکے ہوئے ہین اس لائق ہین کہ آسمانی باتون کو سمجھ سکین اور ان کے درست معانی کو فہم مین لا سکین +

Digitized by Khilafat Library

کیا یہود نے جان بوجھ کر اس برکت کے لینے سے انکار کیا تھا جس کے لئے وہ اتنی مدت سے مضطرب ہو رہے تھے کوئی عقلمند انسان اس بات کو تسلیم نہین کر سکتا - وہ اس وقت بڑی مشکلات سے گھرے ہوئے تھے اور الٰہی مدد کی ضرورت کو بہت محسوس کر رہے تھے وہ اپنے نجات دہندہ کے استقبال کے واسطے بالکل تیار تھے اور اضطراب سے اس کی آمد کا انتظار کر رہے تھے وہ خدا کی برگزیدہ قوم تھی مسیح کے قبول کرنے پر ان کو بڑے بڑے برکات کا وعدہ تھا بلکہ تمام مصائب کے درمیان آمد مسیح کا خیال ہی ان کے لئے بڑی تشفیون کا موجب تھا - کیسا پسندیدہ خیال اور کتنی اعلیٰ خوشی ان کے سامنے تھی کہ یروشلم دنیا کا مرکز بنے گا - اور وہ تمام قومون پر بالاتر ہون گے اور امن اور سلامتی ان کو ہمیشہ کے لئے عطا کی جائے گی -

کیا یہ لوگ اس برکت کا ارادتاً انکار کر سکتے تھے ایسا کہنا ہنود پر سخت ظلم ہے بلکہ اصل بات یہ ہی کہ پیش گوئی کی سمجھ تفہیم مین ان کو بڑی غلطی لگی تھی۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس غلطی مین پڑنے کے لئے وہ کسی قدر معذور تھے تب بھی موجودہ نسل کے واسطے ویسی ہی غلطی مین پڑنے کے لئے کوئی عذر نہین ہو سکتا خدا کی ایک برگزیدہ قوم جن کو تمام برکات کے وعدے دئے گئے تھے جبکہ وہ اس غلطی مین پڑے تو پھر ہمین تو اس امر مین بہت ہی محتاط ہونا چاہئے۔ ہم پیش گوئیون کا پورا ہونا اپنی آنکھون سے دیکھ چکے ہین ہم جانتے ہین کہ وقت یہی ہے پس مناسب نہین کہ پیش گوئی کے ظاہر الفاظ ہمارے لئے ایک رکاوٹ بنین کیونکہ ہم جانتے ہین کہ ہم سے پہلے ایک قوم محض الفاظ کی پیروی کرنے کے سبب اپنے آپ کو تباہی مین ڈال چکی ہے۔ اسی یسوع کی جسمانی اور ظاہری آمد کا انتظار کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ یہود نے اسی الیاس کی جسمانی اور ظاہری آمد کا انتظار کیا تھا پس اس قوم کے قدم بہ قدم چلنا مناسب نہین جس کو یسوع نے اس واسطے برا کہا کہ وہ پیش گوئی کے ظاہر الفاظ کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔

چند اور باتین بھی ایسی ہین کہ ان پر غور کرنے سے یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے یعنی دوسرا مسیح اگرچہ روحانی طور پر پہلے مسیح کے ساتھ ایک ہوگا تاہم جسمانی طور پر یہ وہی شخص نہین ہی جو کہ پہلے زمین پر کچھ عرصہ رہ کر وفات پا گیا تھا۔ انجیلون سے یہ ثابت ہی کہ یسوع اپنی آمد کو چور کے ساتھ مشابہت دیتا ہی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آمد کسی قدر دھندلے پن مین رہے گی اگر مذکورہ بالا پیش گوئی کو لفظاً لیا جائے تو پھر کسی دھندلاپن کا اس مین امکان نہین۔ ایسے شخص کو جو فرشتون کے ساتھ آسمان سے نازل ہو اور زمین کی فوج نیچے سے اس کے استقبال کے لئے نصف آسمان تک اوپر چڑھے ہم ہرگز نہین کہہ سکتے کہ اس کا آنا چور کی طرح ہے چور سب کی نظرون سے غائب رہتا ہے سوائے شاید پہرے والے کی نظر کے جو کہ برابر جاگتا رہتا ہے درحالیکہ دوسرے سب سوئے ہوئے ہوتے ہین سونے والون کو چور کی خبر نہین ہو سکتی اور نہ وہ اس کو پہچان سکتے ہین۔ چور علاوہ اس کے کہ وہ تاریکی مین آتا ہی ساتھ ہی بھیس بھی بدل کر نمودار ہوتا ہی ایسا ہی یسوع کو آنا چاہئے۔ جو اس کے نزول کے لئے بادلون کی طرف دیکھ رہے ہین وہ سب سوئے ہوئے ہین اور پہرے والے تھوڑے ہی ہین جو پیش گوئی کے اصل مفہوم کو سمجھتے ہین علاوہ ازین روحانی طور پر تو یہ وہی آدمی ہی جیسا کہ یوحنا روحانی طور پر الیاس ہی تھا لیکن وہ ایک اور انسان کی شکل مین بھیس بدل کر آیا ہی اور اسی واسطے اس کی آمد کو چور کا سا آنا کہا جاتا ہی۔ ایک اور آیت جو کہ اس موقعہ پر قابل غور ہی وہ لوقا ۱۷-۲۶ ہے "جیسا کہ نوح کے

زمانہ مین تھا ایسا ہی ابن آدم کے زمانہ مین بھی ہوگا"۔ نوح کے زمانہ مین یہی ہوا تھا کہ حضرت نوح نے خدا کا رسول ہونے کا دعوے کیا اور لوگون کو وعظ کیا مگر کسی نے اس کی بات نہ سنی تب خدا نے اس شریر نسل کو سزا دی اور ان پر تباہی ڈالی۔ ایسا ہی ابن آدم کے زمانہ مین بھی واقع ہونا چاہیئے غور کرنا چاہیئے کہ یہ واقع اس کی آمد پر نہین بلکہ اس کے زمانہ مین واقع ہونیوالا ہے۔

وہ آئیگا پر لوگ اسے نہین پہچانین گے وہ وعظ کریگا پر کوئی اس کی بات نہ سنے گا بلکہ اُس کو دُکھ دیا جائیگا اور بالآخر خدا کا غضب اس شریر قوم پر بھڑک پڑے گا۔ جیسا کہ الفاظ نوح کے دنون سے یہ مراد نہین ہو کہ حضرت نوح کی بعثت کے دن بلکہ وہ دن جب حضرت نوح لوگون مین وعظ کر چکے اور انہون نے ان کی بات نہ مانی اور ان پر خدا کا عذاب نازل ہوا ایسا ہی ابن آدم کے دنون سے بھی مراد ابن آدم کے آنے کا دن نہین ہے بلکہ وہ دن جب کہ ابن آدم لوگون کو تبلیغ کرے اور وہ بالآخر اس کی نہ مانین اور ان پر عذاب الٰہی نازل ہو۔ ایسا ہی پھر اس آیت مین آگے لکھا ہو کہ "وے کھاتے اور پیتے اور بیاہ کرتے اور بیاہے جاتے تھے یہان تک کہ وہ دن الخ"۔ باوجود حضرت نوح کی وعظ کے ایسا ہو رہا تھا۔ حضرت نوح کے وعظ کی کوئی پروا نہین کرتا تھا۔ آخری دنون مین جب کہ مسیح وعظ کریگا اس وقت بھی ایسا ہی واقع ہوگا +

"اُس رات دو آدمی بستر پر ہونگے ایک اٹھایا جائیگا اور دوسرا چھوڑا جائیگا۔ دو عورتین اکٹھی چکی پیستی ہون گی ایک لی جائے گی اور دوسری چھوڑ دی جائیگی۔ دو آدمی کھیت مین ہونگے ایک لیا جائیگا اور دوسرا چھوڑ دیا جائیگا"۔ اس سب سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ خدا کا غضب لوگون پر مسیح کی بات نہ سننے کے سبب طاعون کی شکل مین نازل ہوگا۔ خدا کسی قوم پر عذاب نازل نہین کرتا جب تک کہ اپنے کسی رسول کے ذریعہ سے ان کو وعظ نہ کرے اور ظاہر نشانات ان کو دکھا نہ لے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کے غضب کی مار کسی قوم پر پڑے پیشتر اس کے کہ ان کو اپنی اصلاح کا کوئی موقعہ دیا گیا ہو جب سے دنیا شروع ہوئی ہو الٰہی قانون مین کبھی ایسا واقعہ نہین ہوا۔ ایک اور شہادت متی باب ۱۷۔ آیت ۱۲ سے ملتی ہے "لیکن مین تمہین کہتا ہون کہ الیاس تو آچکا لیکن انہون نے اس کو نہ پہچانا بلکہ جو کچھ چاہا اس کے ساتھ کیا ایسا ہی ابن آدم ان سے دکھ اُٹھائے گا"۔ یہان یسوع آمد الیاس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ہم سب جانتے ہین کہ یہ الیاس کی آمد ثانی تھی جب یوحنا مین نمودار ہوا لیکن اگرچہ الیاس پیش گوئی کے مطابق دوبارہ آیا تھا تاہم یہودیون نے اس کو نہ پہچانا اور اس واسطے

اس کو تکلیف دی۔ ایسا ہی یسوع بھی دکھ اٹھائے گا۔ یہان ظاہر ہے کہ یسوع اپنی دوسری آمد مین دُکھ اٹھانے کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ الیاس جس کے ساتھ وہ اپنی مشابہت دے رہا ہے اس وقت اپنی دوبارہ آمد مین تھا جیسا کہ الیاس کو اس کی دوسری آمد مین لوگون نے نہ پہچانا اگرچہ یسوع کے کلام کے مطابق اس کی یہ آمد درست تھی ایسا ہی یسوع نے بھی دوسری آمد مین تکلیف اٹھانی تھی جبکہ وہ الیاس کی مانند نہ اپنے پہلے جسم مین بلکہ کسی اور کے جسم مین نمودار ہو۔ (باقی آیندہ)

مذہب عیسوی کی مشکلات اور یونیورسٹیون مین اپیل

اخبار کیمبرج کرانیکل ۳۱۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کے پرچہ مین لکھتا ہے:۔

"مندرجہ ذیل اپیل اکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیون کے چانسلرون کے پاس بھیجی گئی ہے۔ ہندوستان مین عیسائی مذہب اور بائیبل کی حالت بہت ہی خطرناک ہو رہی ہے جس کی وجہ بائیبل کے متعلق نئی تحقیقات سے جو مسئلے پیدا ہوئے ہین ان کا پھیل جانا ہے اور جن کو وہان انگریزی یونیورسٹیون کی تعلیم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ دیسی اخبارات۔ خصوصاً اور بالاتیاز پنجاب کا اخبار ریویو آف ریلیجنز کھلے طور پر اس امر کو پیش کرتے ہین کہ یہ تعلیم عیسائی مذہب کی تردید کرنیوالی ہے اور بائیبل یقیناً سچائی مین اور اسی وجہ پر اخلاقی تعلیم کے لحاظ سے قرآن شریف سے بہت ادنے اور کم درجہ پر ہے اسی قسم کی باتین اور تحریرین بنگال۔ شام۔ اسٹریلیا۔ اور دنیا کے دوسرے حصون سے پہنچ رہی ہین۔ پادریون کی حالت عجیب بے ڈھنگی ہو رہی ہے کیونکہ مذہب عیسائی کی اس کتاب مقدس یعنی بائیبل سے انہین تعلیم دینی پڑتی ہے جس کی صداقت کا انکار عیسائی مذہب کے عین مرکز مین یعنی خود یونیورسٹیون مین ہو رہا ہے اور اگرچہ بائیبل کے متعلق اس اعلے تنقید کے مسئلے باریک علوم اور نئی تحقیقات کی روشنی مین اور نیز بائیبل کی تنقید کی تمام شاخون مین ماہر علوم کے لحاظ سے جیسے مثلاً زباندانی۔ قدیم چیزون کا علم۔ ادب اور پھر سب سے بڑھ کر نئے علوم طبیعات کی روشنی مین یہ مسئلے بے دلیل ثابت ہو گئے ہین۔ لیکن اسمین کیا شک ہے کہ بائیبل کی صداقت کے انکار کے یہ مسئلے یونیورسٹیون سے نکل کر تمام دنیا مین پہنچ چکے ہین یہان تک کہ دانا مسلمان اب دیسیون کے سامنے بائیبل کو اس رنگ مین پیش کرتے ہین کہ وہ قرآن شریف

ہوا سے بہت کم درجہ پر ہی کیونکہ قرآن کریم کی صداقت پر اسکے پیروؤن کو ذرا بھی شک نہین۔ یہ اس ملک کی بڑی خوش قسمتی ہی کہ بائیبل کی اعلے تنقید کے مسئلون کی علمی تردید اسکے ہاتھ مین آگئی ہی اور اس سے بڑھکر یہ کہ یہ علمی تردید یونیورسٹیون سے باہر اور ان کے بلاواسطہ ملی ہی اور خواہ اس حالت کو یونیورسٹیان تسلیم کرین یا نہ کرین لیکن یہ حالت اس ملک مین عام طور پر تسلیم کی جا رہی ہی کیونکہ اس سارے مضمون پر نئی ماہرانہ تصنیفات کی وجہ سے کامل علوم پھیل رہے ہین لیکن اگر یونیورسٹیون کے اوقاف عیسائی مذہب کی تائید سے اس طرح پر منحرف کئے جاتے ہین اور اگر یونیورسٹیون کے سرکاری سبیل مذہب عیسائی کی بنیاد یعنی بائیبل کی صداقت کے انکار کے لیے اور یا بائیبل کے زور کو کم کر کے قرآن شریف کے برابر کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہین تو پھر یونیورسٹیون کے چانسلرون کے سامنے یہ کھلی اپیل پیش کی جاتی ہی کیونکہ یونیورسٹیان صحیح معنون مین قومی ورثہ ہین اور اس عیسائی تعلیم کا سچا نقشہ پیش کرتی ہین جو کہ یونیورسٹی کی کتبہ "خداوند مجھے نور دے" مین منقوش ہی اور یونیورسٹیون کا ایسی تعلیم پر اصرار کرنا جس کو غیر عیسائی لوگ بھی جن کو عیسائی کرنے کے لئے اس ملک سے مشنری بھیجے جاتے ہین اپنی تعلیم کی طرح ہی سمجھتے ہین۔ اصل مقصد سے بالکل اور مطلقاً دور ہٹا پڑتا ہی اور قوانین یونیورسٹی کی عملاً خلاف ورزی ہے اس مضمون پر کیا دنیوی اور کیا مذہبی اخبارات مین خط وکتابت کے بڑے بڑے انبار اس امر کو ظاہر کرتے ہین کہ ان علمی دلائل کے متعلق جن سے اعلے تنقید بائیبل کے مسئلون کی غلطی ثابت ہوتی ہے پورا پورا اور مفصل علم وسیع پیمانے پر عام ہو چکا ہی اور یونیورسٹیون کا اعتبار جو ان کو مفید اور مذہبی تعلیم کے مرکز ہونے کے رو سے حاصل ہی بالکل جاتا رہے گا اگر وہ بائیبل کو گرانیوالی تنقید کا راستہ نہ چھوڑ دین گی جواب اس ملک مین غلط تسلیم ہو چکا ہے۔

سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ یونیورسٹیون کا خدا اور عیسائیت کے انقیاد اور اطاعت کو بدلنا خواہ اس کی وجہ عارضی طور پر عقلی پلہ کا بھاری ہو جانا ہو جو پچھلی نصف صدی کی تحقیقاتون یا اٹکلون سے ہوا ہے یا کوئی اور وجہ ہو۔ ایسی تبدیلی اس عیسائی ملک کے عام لوگون کی منظوری کے بغیر نہین ہو سکتی۔ اور حقیقت مین یہ ایک ایسا اہم اور بنیادی سوال ہی جو مقامی طور پر یونیورسٹیون مین تصفیہ نہین پا سکتا بلکہ تمام دنیا کی انگریزی عیسائیت کی عام منظوری سے روا رکھا جا سکتا ہی"

کیمبرج کرانیکل کی یہ تحریر عیسائی پادریون کی حالت سے زیادہ بے مزہ پائی ہی تعجب آتا ہی کہ یونیورسٹیون کی تعلیم پر اعتراض کس قسم کا کیا جاتا ہی خواہ یہ اپیل سنجیدگی سے ہی پیش کی گئی ہو مگر اس مین شک

نہیں کہ اس میں جو صورت اختیار کی گئی ہی وہ بالکل بیہودہ ہی یونیورسٹیاں اس تعلیم کو کیونکر پھیلا سکتی ہیں جس کو وہ جھوٹا سمجھ رہی ہیں - اگر عیسائی لوگ گذشتہ انیس سو سال سی ایک سخت گمراہی مین پڑے رہے ہیں تو ان کی گمراہی یونیورسٹیون کے لئے کوئی دلیل نہیں کہ غلطی کے اظہار کے بعد بھی وہ اسی غلطی کی تعلیم ہی دیتی رہین کیا یونیورسٹیون کی بنیاد جھوٹ اور غلطیون کی تعلیم دینے کے لئے رکھی گئی تھی یہ کہنا کہ یونیورسٹیون کا فرض ہی کہ عوام کی مذہبی رائے کی تائید کرین خواہ اسکے جھوٹا سمجھین یا سچا - اس سے بڑھ کر کوئی بیہودگی نہیں +

کیمبرج کرانیکل کی تحریر تناقضات کا عجیب مجموعہ ہی ایک طرف تو یہ خطرہ پڑا ہوا ہی کہ بائیبل کی اعلے تنقید کے مسئلون کے پھیل جانے سے عیسائیت اور بائیبل کی حالت نہائیت خطرناک ہو رہی ہے دوسری طرف یہ بھی جتلانا مقصود ہی کہ اندر ہی اندر ان مسئلون کی خیالی علمی تردید ہاتھ آجانے سے اطمینان ہو گیا ہی - اخبار مذکور دعوے کرتا ہی کہ تنقید بائیبل کے سارے مضمون نئی ماہرانہ تصنیفات مین سے ایسے نئے کامل علوم حاصل ہوئے ہین جن سے اعلے تنقید کے مسئلون کی تردید ہوتی ہی ہم تعجب کرتے ہین کہ کیا بائیبل کا دائرۃ المعارف جس کی چوتھی اور اخیری جلد ابھی چند مہینے ہی ہوئے ہین شائع ہوئی ہی اور جو ہر ملک کے فاضلان بائیبل کے عمیق غور و فکر کا نتیجہ ہی ان "نئی ماہرانہ تصنیفات" کے اندر نہیں آتی اس قابل قدر تصنیف کے مصنفون مین ہم دیکھتے ہین کہ نہ صرف برطانیہ کلان کے فاضلان و ماہران بائیبل ہی شامل ہین بلکہ ہر ایک عیسائی ملک کے عالم جو علوم بائیبل مین خاص طور پر امتیاز رکھتے ہین ان کی قلمون کے لکھے ہوئے ارٹیکل بھی اس مین موجود ہین اور ہر ملک کے فاضلون کے نام ہمین یقین دلاتے ہین کہ اس کتاب مین جن خیالات کا اظہار ... کیا گیا ہی وہ حادی اور صحیح خیالات ہین یہ امر بالکل قابل تسلیم نہیں کہ اس قسم کے مشہور اور فاضل ماہران بائیبل جیسے پروفیسر کین[۱] - ٹیل[۲] ولہاسن[۳] نسمت[۴] شمیڈل[۵] - گلڈنر[۶] - تولدیک[۷] اور اور انگلستان اور دوسرے ممالک کی یونیورسٹیون کے پروفیسر لیکچرار اور فیلو جن کی تعداد کچھ تھوڑی سی نہیں یہ سب کے سب اُن "کامل علوم" اور ان "علمی دلائل" سے محض ناواقف رہے جن کا پتہ کیمبرج کرانیکل کو مل گیا یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان فاضل لوگون کو عیسائی مذہب اور بائیبل کے خلاف کوئی تعصب تھا - نہیں بلکہ ان کو جو بائیبل سی محبت ہے وہ اسی قدر بلکہ اس سی زیادہ ہی جو کیمبرج کرانیکل کو ہی چنانچہ دائرۃ المعارف مذکور کی تمہید مین اس کے ایڈیٹر لکھتے ہین کہ "ہم اس دفعہ کو ختم کرنے سے پہلے سچے دل

[۱] آکسفورڈ مین کتاب مقدس کے ترجمہ کا پروفیسر [۲] لیڈن مین تاریخ مذہب اور فلسفہ مذہب کا پروفیسر [۳] گوٹنگن مین [۴] بون مین شامی زبانون اور عبرانی کا پروفیسر [۵] ... مین شامی زبانون اور شامی علم ادب کا پروفیسر [۶] زیوریخ مین تفسیر انجیل کا پروفیسر [۷] برلن مین پروفیسر [۸] سٹراسبرگ مین شامی زبانون کا پروفیسر +

سے یہ شہادت ادا کرتے ہیں کہ بائیبل پر محققانہ اور تاریخی نظر کے ساتھ جبکہ وہ نظر کافی طور پر محیط ہو کتاب مقدس کے ساتھ محبت ہمیشہ بڑھتی رہے گی"۔

عیسائی مذہب کی حقیقت اگر معلوم ہو سکتی ہے تو صرف عیسائی یونیورسٹیوں ہی میں ہو سکتی ہے جو کہ عیسائی تعلیم کی مرکز ہیں نہ عوام سے جو عموماً جاہل ہوتے ہیں اور نہ ہی اس قسم کے متعصب مذہبی پیروؤں سے جن کی غرض عوام کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ کیمبرج کرانیکل کی یہ رائے ہے کہ یونیورسٹیوں کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ سچائی کو شائع کریں جب تک کہ عام لوگ ان کے ساتھ اتفاق نہ کریں کیا کوئی عقلمند انسان ایسی بیہودہ بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ سچے مذہبی علوم تمام دوسرے سچے علوم کی طرح عوام سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ عوام تو اندھوں کی طرح انہیں سڑے گلے پُرانے عقائد کے پیچھے چلتے رہتے ہیں جب تک کہ ان کے خلاف عقائد مضبوطی کے ساتھ قائم نہ ہو جاویں اگرچہ پادریوں اور واعظوں پر یہ کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ وہ پرانے عقائد کو چھوڑ سکیں کیونکہ ان کے لئے وہ ذریعہ معاش ہوتے ہیں لیکن باوجود اس بات کے بائیبل کی اعلےٰ تنقید کے مسئلے عام طور پر گرجوں کے پادری اور مشنری لوگ تسلیم کر رہے ہیں +

کیمبرج کرانیکل کی یہ عجیب اپیل عیسائی مذہب کی افسوسناک حالت کو ظاہر کرتی ہے۔ اصل اس اپیل کا منشاء یہ ہے کہ وہ ان خیالات کی تردید سے جن پر عیسائی مذہب قائم ہے اور جو انیس سو سال سے عیسائی دنیا میں مانے چلے آئے ہیں عیسائیت پر وہ کاری حربہ نہ چلائیں جس سے اس کا کام تمام ہو جائے۔ آہ کتنی بڑی یہ مصیبت ہے۔ ایک زبردست مذہب جو دو ہزار سال سے کروڑہا آدمیوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا رہا ہے اور جس کی حکومت دنیا کے اتنے بڑے حصے پر پھیلی ہوئی ہے اب چند انسانوں کے سامنے عاجزی سے جھک کر یہ التجا کر رہا ہے کہ مجھ پر ایسا حربہ نہ چلاؤ جو میری زندگی کا خاتمہ کر دے ایک مذہب جو ایسا طاقتور اور غالب رہ چکا ہے آخر کار مجبور ہو گیا ہے کہ ایک نہایت حقیرانہ صورت اختیار کرے اگرچہ انسلران اس کی حالت پر رحم بھی کریں تو بھی قبر مسیح کی دریافت سے اسے وہ صدمہ پہنچا ہے کہ دوبارہ اپنا سر نہیں اٹھا سکیگا۔ اگرچہ عیسائیت کی حالت موجودہ حالات کے ماتحت نہایت ہی افسوسناک ہے مگر یہ ضروری تھا کہ جھوٹ اور سچ کی پرکھ کے لئے یہ واقعات ظہور میں آتے۔ اور عیسائیت کو یہ مصیبت کا دن دیکھنا پڑتا آسمانی مذہب پر جب مشکلات آتے ہیں تو اس کی نظر بھی آسمان کی طرف ہی ہوتی ہے تاکہ اسے اوپر سے تائید ربانی پہنچے لیکن ہر ایک زمینی سلسلہ کو زمینی اسباب کی طرف جھکنا پڑتا ہے عیسائی مذہب کو اسلام سے زیادہ مشکلات درپیش نہیں ہیں لیکن اسلام کو آسمان سے مدد دی گئی اور اس کی مشکلات

کے وقت مین آسمان سے ایک انسان بھیجا گیا اور آسمانی پانی سے اسے دوبارہ زندگی بخشی گئی اور عیسائی مذہب کو زمینی انسانون کے دروازون پر التجا کرنے کی ضرورت درپیش آئی جب عیسائیت کے معجزات پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ صرف قصے کہانیان ہین تو اسے عاجز ہوکر ساکت ہونا پڑتا ہے اور کسی طرح اس الزام سے اپنی بریت ثابت کرنے کے وہ قابل نہین ہوتا اگرچہ انجیلون مین یہ وعدہ بھی دیا گیا تھا کہ مسیح کے پیرو مسیح کی طرح ہی معجزات دکھائین گے لیکن جو مذہب زندہ اور طاقتور خدا کی طرف سے ہے یعنی مذہب اسلام وہ خدا کے فضل سے آج بھی خدا کی طرف سے ہونے کے وہی آسمانی نشان دکھا سکتا ہے جو اس سے تیرہ سو سال پہلے دکھاتا تھا۔ جو اصول انیس سو سال سے عیسائی مذہب مین مسلم رہے ہین وہ آج جھوٹے اور غلط ثابت ہونے پر اسے یونیورسٹیون کے چانسلرون کے پاس اپیل پیش کرنی پڑی لیکن بالمقابل اسلام کو دیکھو کہ جب لوگون نے اس کے پاک اصول پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو خدائے تعالےٰ نے اپنے رسول کو جو مسیح موعود ہے دنیا مین بھیجا تا آسمانی نشانون کے ساتھ وہ پاکیزگی کو دلون مین قائم کرے اور اسلام کی سچائی کو روشن کرکے دکھلادے۔ کیا یہ ایک زندہ اور مردہ مذہب۔ جھوٹے اور سچے اصول کے درمیان صاف امتیاز نہین؟

اگر مذہب ایک آسمانی چیز ہے اور زمین سے نہین نکلتا تو پھر اس مین کوئی شک نہین ہوسکتا کہ جب اس پر کوئی سخت حملہ ہو یا وہ سخت مشکلات مین گھر جاوے تو آسمانی نشانون کے ساتھ اسی طرح پر اس کے اصول دوبارہ مضبوط کئے جاوین جیسا کہ اس کی پیدایش کے وقت آسمانی نشانون سے اس کی تائید ہوئی تھی۔ اور ایسے انسانون کی رائے کا محتاج نہ ہو جو آسمان سے الہام نہین پاتے۔ لیکن کیا عیسائی مذہب آج ایسے نشانات کے دکھلانے کا دعوے کرسکتا ہے۔ کیا عیسائیت کے حلقہ مین ایک آدمی بھی ایسا ہے جو یہ کہہ سکتا ہو کہ روح القدس سے مدد پاکر مین اسی طرح آسمانی نشان دکھا سکتا ہون جس طرح مسیح اور اس کے شاگردون نے دکھائے اگر ایسا کوئی انسان عیسائی مذہب مین پایا جاتا تو اس کا خدا کی طرف سے ہونے کا دعوے قابل شنوائی ہوتا مگر نہین صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسے یہ پاک امتیاز حاصل ہے اور جس مین وہ سچا معیار پایا جاتا ہے جو سچے اور جھوٹے کے درمیان امتیاز کرسکتا ہے +

عیسائیت کی افسوسناک حالت اور ہمارے اس حملہ کی سچائی اور طاقت کو جو کیمبرج کمرا ئیکل کی اس اپیل کا محرک ہوا ہے (دیکھو ریویو آف ریلیجنز مئی سنہ ۱۹۰۳ء بعنوان اعلے طبقہ کے عیسائی محققین اور پادری) پادری ہیوٹ صاحب پرنسپل سی ایم ایس ہائی سکول کرشنا گڑھ ندیا بنگال نے بہت صفائی کے ساتھ تسلیم کیا ہے اور اس مضمون کی چٹھی ولایت کے اخبار ریکارڈ مورخہ ۲۶۔ جون سنہ ۱۹۰۳ء مین چھپوائی ہے جس مین

وہ لکھتے ہین "پادریون کی متفقہ کانفرنس نے جس کا اجلاس ماہوار کلکتہ مین ہوتا ہے تھوڑا عرصہ ہوا اعلےٰ تنقید کے مضمون پر بحث کی تھی۔ کارروائی اجلاس کی روئداد ایک دانا مسلمان مباحث یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بڑے غور سے پڑھی ہے۔ مین ایک آرٹیکل اس مضمون کے ساتھ چھاپنے کے لئے بھیجتا ہون جو مرزا صاحب کے میگزین ریویو آف ریلیجنز کی گذشتہ اشاعت مین شایع ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کس قدر غور کے ساتھ یہ اور اسی قسم کے دوسرے مضامین اس وقت ہندوستان مین غیر عیسائیون کی توجہ کھینچ رہے ہین اور ان لوگون کے لئے جو دنیا مین مسیح کی سلطنت کے پھیلانے مین مشغول ہین۔ اور اس مین دلچسپی رکھتے ہین۔ اس مین ایک سبق ہے۔ مرزا صاحب سب سے نئی اور اعلےٰ درجہ کی تنقید بائیبل کو رد کر کے یہ کہتے ہین کہ یہ طریقہ وہی تعلیم دیتا ہے جو قرآن شریف ہمیشہ سے دیتا چلا آیا ہے اور وہ پادریون کو نصیحت کرتے ہین کہ ایک ایسی بائیبل سے تعلیم دینا چھوڑ دین جو جھوٹی ثابت ہو چکی ہے اور اس امر کو مان لین کہ مسیح کی فرضی الوہیت اس سے زیادہ نہین جیسی دوسرے انسانون مین پائی جاتی ہے۔ نئے محققین کی یہ عجیب حالت ہے جو انہون نے اختیار کی ہے۔ ایک مسلمان مصلح جو عیسائیت کی تردید مین مصروف ہے اور اس کا دشمن ہے ان محققین کے خیالات کو اپنی تائید مین لیتا ہے۔ مین تعجب کرتا ہون کہ ہمارے گرجا کے پادریون نے جو اس اعلےٰ تنقید کے معاملہ مین کسی بڑے نام کی سند پر اعتبار کر لیتے ہین۔ اس تعلیم کے لازمی نتیجہ کو ابتک محسوس کیا ہے یا نہین اس کا ضروری نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانون کے درمیان عیسائی مذہب کے پھیلانے مین نئی اور سخت مشکلات درپیش آئین گی۔ دلائل کے رو سے مرزا صاحب بالکل حق پر ہین اور ہمارا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ یہ تعلیم ابھی تک محض ایک خیالی مسئلہ ہے لیکن در اصل ایسا جواب دینا صرف یہ کہنا ہے کہ مرزا صاحب انتظار کرین جب تک کہ عیسائی آپس مین لڑ جھگڑ کر بائیبل کی صداقت کا فیصلہ کرین یقیناً ایسی حالت تک پہنچ جانا ایک قابل افسوس حالت ہے۔ ہمارے محققین دیکھین اس کا کیا جواب دیتے ہین"۔

پادری ہیوٹ صاحب کی اس چھٹی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعلےٰ تنقید کے اصولون کو گرجا کے پادریون اور مشنریون نے بھی مان لیا ہے۔ ہاروسٹ فیلڈ جو ایک مشنری میگزین ہے اس امر پہ بہت زور دیتا ہے وہ کہتا ہے۔ "ہم یقین رکھتے ہین کہ سچائی کی خاطر اور ہندوستان مین کلیسیا کی بہبودی کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ بائیبل کے کلام الہٰی ہونے کے متعلق جس طرح کا اعتقاد کلیسیا کے عالم فاضل اور اس کے پیشوا رکھتے ہین اس پر زیادہ توجہ کی جاوے"۔ اس طرح پر اخبار مذکور اپنی رائے کا صاف اظہار کرتا ہے کہ مسئلہ مذکور یعنی بائیبل کی صداقت کا مسئلہ جس طرح اب پیش کیا جاتا ہے یا جس طرح اب آئندہ عیسائیون کو تسلیم کرنا چاہئے وہ اس سے

مختلف ہے جس طرح وہ پہلے مانا جاتا رہا ہے اور اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ آگے چلکر اخبار "انڈین ڈیلی ٹائمس" کے دانشمندانہ الفاظ "نقل کرتا ہوا میگزین مذکور یون کہتا ہے۔" کلیسیا کے ہندوستانی عہدہ دارون کا بڑا حصہ بائیبل کے متعلق ان نئے اعتقادات سے بالکل بے خبر ہے جو یورپ اور امریکہ کے پادریون کے بہت بڑے حصہ نے مانے ہوئے ہین صداقت کے برخلاف یہ ایک بڑی بغاوت ہے کہ بائیبل کو غلطیون سے پاک اور اس کے الفاظ کو خدا کا کلام کہا جائے۔" کیا اخبار کیمبرج کرانیکل سچائی کو عمداً چھپانے کا ملزم نہین جب وہ یہ کہتا ہے کہ اعلےٰ تنقید کے اصولون کی تردید ہو چکی ہے حالانکہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ دار اور پادری صاحبان کھلے طور پر ان کو قبول کر رہے ہین تھوڑا ہی عرصہ گذرتا ہے کہ بمبئی کے بشپ نے پرزور الفاظ مین یہ کہہ دیا تھا کہ بائیبل کو ہرگز غلطیون سے پاک نہین کہا جا سکتا۔ خود ایسے گرجے موجود ہین جا ہو ان کو آزاد گرجے کہہ لو مگر پھر بھی وہ عیسائی گرجے ہی ہین جو کھلے طور پر یہ تعلیم دیتے ہین کہ "بائیبل خدا کا کلام نہین بلکہ واقعات۔ توہمات اور جھوٹے قصّے کہانیون سے ایک ملی جلی چیز ہے یعنی سچائیون غلطیون اور بیہودگیون کا ایک مرکب ہے۔" اور اس سے ہمین معقول باتین پسند کر کے باقی کو ردی مین ڈالنا چاہئے بلکہ اس سے بھی بڑھکر خود متعصب عیسائی ممبرون سے اب یہ وعظ کیا جاتا ہے کہ بائیبل خدا کا کلام نہین ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ انقلاب عظیم جو مغرب مین بائیبل کے عقیدہ کے متعلق واقع ہوا ہے کلیسیا یا مشنری ہرگز اس کو برا نہین مناتے۔ برعکس اس کے یہ بائیبل کے لفظ بلفظ الہامی کلام ہونے اور غلطیون سے پاک ہونے کا عقیدہ ہے جسکو ہر ایک سمجھدار آدمی اب رد کر رہا ہے اور چاہئے بھی ایسا ہی تھا۔ مسٹر ہیوٹ کے یہ الفاظ کہ نیا عقیدہ ابھی تک ایک ذہنی مسئلہ ہے صحیح تسلیم نہین کیا جا سکتا۔ سارے محققین اور کلیسیا کے بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار اور مشنری اب اس عقیدے پر اتفاق رکھتے ہین کہ بائیبل غلطیون سے پاک نہین ہے۔ جاہل عوام ابتک پرانے عقیدے پر جمے ہوئے ہونگے لیکن ان کی رائے کو ایسے معاملہ مین بمقابلہ تمام فاضلان اور دانشمندان اور عہدہ داران کے کوئی وقعت نہین دی جا سکتی۔

یہان ہم ناظرین کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہین۔ بفرض محال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دونون فریق یعنی بائیبل کی صحت کے مؤید اور اس کی غلطیون کے قائل ابھی تک جھگڑ رہے ہین کہ ان مین سے حق پر کون ہے اور ہم کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ ان فریقون کا باہمی تصفیہ ہو جاوے یا اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھکر ہم یہ بھی فرض کر لین کہ کیمبرج کرانیکل کے ہاتھ مین واقعی اعلےٰ تنقید کی "علمی تردید" آگئی ہے تو کیا پھر ہر ایک غور کرنے

والی طبیعت پر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ کیون بائیبل خود اس امر پر خاموش ہے۔ مختلف نسخون اور ترجمون کے سوال کو بالفعل نظرانداز کر کے جو بائیبل کے کلام الٰہی ہونے کے دعوے کو صاف جواب دے رہے ہین یہ خیال کیسا لغو ہے کہ کسی کتاب کے خدا کی طرف سے ہونے کے دعوے کا فیصلہ کثرت رائے سے کیا جاوے۔ کیا ایسی کتاب خدا کی طرف سے ہوسکتی ہے جس کی صداقت کا فیصلہ چند آدمیون کی رائے پر ہوتا ہے۔ ایسی کتاب کس طرح کسی ادب کے قابل ہوسکتی ہے جسکے پیرو اس کی سچائی پر جھگڑ رہے ہون اور کثرت رائے سے سوال کے فیصلہ کے لئے تیار ہون۔ اگر بیسوین صدی کے مہذب عیسائیون کا یہ حال ہے کہ اپنے مذہب کی مقدس کتاب کی اصلیت کا فیصلہ کثرت رائے سے کرنا چاہتے ہین تو پھر ان آئیس لینڈ والون پر کیون ہنسا جاتا ہے جنہون نے عیسائی مذہب کے اختیار کرنے یا اسکو رد کرنے کا سوال قومی پارلیمنٹ مین پیش کر کے آخر کثرت رائے سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ سب لوگ عیسائی مذہب کو اختیار کرلین۔ ہمین اس قدر رائے دینے کی اجازت ملنی چاہئے۔ کہ اس سوال کے جلدی فیصلہ کرنے کے لئے اور پبلک کو بہت مدت تک انتظار مین نہ رکھنے کے لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل کے کلام الٰہی اور غلطیون سے پاک ہونے کے سوال کو بجائے اس طرح پر مباحثہ کرنے کے پارلیمنٹ مین پیش کر دینا چاہئے تاکہ جلدی بحث ہو کر اس کا فیصلہ ہو جائے اور عیسائیت کے دشمنون اور دوستون کو پتہ لگ جائے کہ اصل عقیدہ عیسائی مذہب کا انگریزی کلیسیا مین کیا ہے یہ ہے قسمت اس کتاب کی جسکو دو ہزار سال تک بے سوچے سمجھے کلام الٰہی اور غلطیون سے پاک مانا گیا ہے اس کے پیرؤن کو یہ کبھی نہین سوجھا کہ ایک ایسی کتاب کو کلام الٰہی اور غلطیون سے پاک ماننا جو خود بالکل خاموش ہو ایسا دعوے اس کے لئے کرنا ہے جس کی وہ مستحق نہین اور جس کی غلطی کا افشا دیر زود ضرور ہو جائے گا۔ یہ محض حماقت ہے کہ ایک ایسی کتاب کو کلام الٰہی سمجھ لیا جاوے جو نہ دعوے کرتی ہے اور نہ ہی دلیل دیتی ہے۔ دنیا مین صرف ایک ہی ایسی کتاب ہے یعنی قرآن شریف جس نے نہ صرف خدا کی طرف سے ہونے اور غلطیون سے پاک ہونے کا دعوے کیا ہے بلکہ یقینی اور قطعی دلائل بھی ساتھ ہی اسکے ثبوت مین پیش کئے ہین۔ بار بار اس نے یہ دعوے کیا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے جو خدا نے نازل کیا ہے اور یہ کہ وہ خالص حق اور حکمت ہے اور باطل اس کے پاس نہین آسکتا اور یہ کہ اس کا ہر ایک لفظ غلطی سے پاک ہے۔ اس دعوے پر اس نے کثرت سے دلائل بھی دئے ہین جن مین سے اختصار کی خاطر ہم صرف ایک دلیل کی طرف توجہ دلاتے ہین۔ قرآن شریف کی پہلی ہی سورت مین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین اور اگر تم کو شک ہو اس چیز مین جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے تو ایک سورت اس جیسی بنا لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوائے اپنے مددگارون کو بھی بلالو اگر تم سچے ہو پھر اس کے بعد فرماتا ہے ۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا...... اور اگر تم اس کی مثل نہ بنا سکو اور ہرگز نہ بنا سکوگے..... یہان اس کتاب مقدس کے خدا کی طرف سے ہونے کا صاف دعوے اور دلیل موجود ہے اور تیرہ سو سال سے اس دلیل کا کسی نے جواب نہین دیا۔ عیسائی یا کوئی اور قرآن شریف کو قبول نہ کرین لیکن کوئی سمجھہ دار آدمی اس بات سے انکار نہین کر سکتا کہ جب تک وہ قرآن کریم کی مثل بنا کر پیش نہ کرین ان کا عدم قبول ایک مردود شے ہے۔ تمام دنیا بھی اکٹھی ہو کر قرآن شریف کا مثل نہین بنا سکتی۔ نہ صرف عربون نے ہی مثل بنانے سے عاجزی کا اظہار کر کے قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت قطعی دیدیا ہے بلکہ کروڑہا انسان جن کے سامنے قرآن شریف پیش کیا گیا ہے ان سب نے اپنی خاموشی سے اس کی سچائی پر مہر لگادی ہے اور اس کو انسانی طاقت سے بالاتر ثابت کر دیا ہے ۔ کیا بائیبل بھی کوئی ایسا دعوے کرتی ہے یا ایسا ثبوت پیش کرتی ہے اگر یہ اپنے اندر کوئی ایسا ثبوت رکھتی تو کیون اس کے پیرو اس کی سچائی پر جھگڑتے اور لڑتے۔ یہان ہم نے صرف ایک دلیل قرآن کریم کی صداقت کی پیش کی ہے تا یہ معلوم ہو کہ بالفرض اگر کثرت رائے سے بائبل کے حق مین بھی فیصلہ ہو تو بھی کوئی سمجھہ دار آدمی نجات کے لئے ایک ایسی کتاب پر بھروسہ نہین کر سکتا جو چند آدمیون کے وہم پر قبول کی جا سکتی ہے یا رد کی جا سکتی ہے۔

کیمبرج کرانیکل کی تحریر کے متعلق صرف ایک اور بات کہنی ضروری ہے۔ اسلام کے متعلق اس نے یہ سخت غلط بیانی کی ہے کہ دانا مسلمان اب بائیبل کو اس حیثیت مین پیش کرتے ہین کہ وہ قرآن شریف سے بڑھ کر کچھ نہین سکھاتی۔ مسلمان ہمیشہ سے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ بائیبل کی تعلیم قرآن شریف کی تعلیم سے نہایت کمتر درجہ پر ہے ہان عیسائیون کو اس بات کا اب یقین آنے لگا ہے جو مسلمان ہمیشہ سے مانتے رہے ہین کہ بائیبل غلطیون سے خالی نہین ہے۔ عیسائیون نے بڑی ہٹ کے ساتھ اس تعلیم کا مقابلہ کیا یہانتک کہ اب خود زمانے نے ان کو اپنی غلطی پر مطلع کر دیا ہان کچھ عرصے تک اور وہ ایک جھوٹی تسلی اپنے آپ کو دے سکتے ہین کہ یہ تعلیم ابھی تک محض ایک ذہنی مسئلہ ہے یا ان کے ہاتھ کوئی فرضی "علمی تردید" آگئی ہے لیکن اس کی غلطی بھی انہین جلدی معلوم ہو جائے گی

تب ان کو پتہ لگے گا کہ بائیبل اس طرح پر گری ہے کہ اس کا پھر اٹھنا ناممکن ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی بھی کی تھی۔ مسیح موعود آگیا ہے اور اسکے آنے کے ساتھ ہر ایک جھوٹ دور ہو جائیگا اور حق غالب آئے گا یہی پہلے سے بتایا گیا تھا اور اسی طرح ہو کر رہے گا۔

عیسائی مذہب کا زوال

باوجود پادریوں کی شبانہ روز کوشش کے کہ تمام دنیا مسیح کی الوہیت کو مان لے۔ اس مذہب کا جو مسیح کے نام پر چل رہا ہے افسوسناک خاتمہ قریب نظر آتا ہے کیونکہ وہ بنیاد جس پر یہ قائم تھا گر رہی ہے اس نئی تحقیقات کو جسکے رو سے یسوع مسیح کی قبر بمقام سری نگر کشمیر دریافت ہوئی ہے اور جس نے عیسائی مذہب کے تمام خاص دعووں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ الگ چھوڑ کر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مسیح کا جی اٹھنا جو عیسائی مذہب کی عمارت کا سب سے بڑا شہتیر ہے بڑے بڑے دانشمند اور بائیبل کے فاضل ماہر قبول نہیں کرتے بلکہ کھلے لفظوں میں اس سے انکار کر رہے ہیں۔ اس کے ثبوت میں ہم چند اقوال انسکلوپیڈیا ببلیکا کے جو مسلم ماہران بائیبل کی سب سے آخری تحقیقات ہے نقل کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اس عقیدہ کی اہمیت اس کتاب کی بنا پر ہم دیکھیں گے چنانچہ مسیح کے جی اٹھنے اور آسمان پر چڑھنے کے متعلق جو اس میں آرٹیکل لکھا ہے اس میں تمہیدی عبارت یہ ہے "مسیح کا جی اٹھنا تمام امور سے اہم امر ہے جس پر عیسائی کلیسیا کی بنیاد ہے۔ ایسے ابتدائی زمانہ میں بھی جبکہ پولوس نے پہلا خط قرنطیوں کو لکھا تو ایک دقیق بحث میں اس مسئلہ کی اس اہمیت کو جتلایا...... اس لئے بروئے دلائل یہ یقینی امر ہے کہ اگر کسی وقت یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ مسیح کا جی اٹھنا کبھی نہیں ہوا تو عیسائی مذہب تمام امور متذکرہ بالا کے لحاظ سے لازمی طور پر دنیا سے اٹھ جائیگا ...... ان تمام خطرات سے اندیشہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یسوع کے جی اٹھنے کی مفروضیت پر ان مسئلوں کی بنیاد رکھی گئی ہے جو عیسائی مذہب کے بنیادی مسئلے ہیں۔ مثلاً خدا تعالے اور اسکے انسانوں کے ساتھ تعلق کے متعلق جس پر انسانوں کی نجات جیسا اہم مسئلہ موقوف ہے" اس عظیم الشان عمارت کو دیکھو اور پھر اس کی کھوکھلی بنیاد کی طرف ایک نظر ڈالو جس پر یہ عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ چنانچہ انسکلوپیڈیا کہتا ہے "لیکن یہ بنیاد کیا چیز ہے۔ یہ تاریخ کے ایک واقعہ کو مان لینے پر موقوف ہے اور اسکا علم ہم تک صرف بذریعہ روایات پہونچا ہے اور اس لئے تاریخی تنقید کے یہ اسی طرح نیچے آتا ہے جیسے دوسرے تاریخی واقعات اس سے انکار نہیں

ہو سکتا..... کہ مسیح کا جی اٹھنا جیسا کہ اس کے خارق عادت ہونیکی حیثیت کے لحاظ سے کچھہ عجیب بات نہیں ہے ملک کے بہت سارے حصوں مین اور بڑھتے ہوئے امتیاز کے ساتھہ۔ جھوٹا قصہ سمجھا جاتا ہے اور یہ نہ صرف اسوقت جبکہ اسکو یسوع کے مردہ جسم کا جی اُٹھنا بیان کیا جاوے بلکہ اسوقت بھی جبکہ کوئی روحانی پہلو اس کے بچاؤ کا اختیار کیا جاوے،، اس کے بعد یہ بیان کیا ہے کہ ایسے واقعہ کو کسطرح اور کسقدر شہادت کے ساتھہ لینا چاہیئے "اسلیئے تاریخدان کا معمولی طریق گذشتہ زمانہ کے واقعات پر بحث کرتے وقت سب سے پہلے یہ ہوگا کہ آیا اسکی کوئی سیدہی سادی تشریح ہو سکتی ہے جسمین معجزہ کے وجود کو نہ ماننا پڑے اور اس کے علاوہ کسی اور نتیجہ پر پہونچنے کے لئے خصوصیت کے ساتھہ اعلیٰ درجہ کی مضبوط شہادت درکار ہوگی،،

اس امر کے متعلق شہادت کے ذرائع مین سے سب سے پہلے مروجہ اناجیل پر غور کیا گیا ہے "لیکن ان مین نہایت ہی کھلے کھلے متضاد بیانات پائے جاتے ہین ریمارس..... نے دس متضاد بیانات گنے ہین۔ لیکن درحقیقت انکی تعداد اس سے بہت ہی بڑہکر ہے،، غیر مروج ذرائع مین سے "بعض کو بلحاظ تقدم اناجیل مروجہ سے بہت بڑہکر سمجھا گیا ہے جیسے مثلاً عبرانیون کی انجیل،، لیکن اس مین بھی "مروجہ اناجیل کے ساتھہ بڑے بڑے اختلاف پائے جاتے ہین،، "پطرس کی انجیل کے ٹکڑے مین جو سنہ ۱۸۹۲ء مین ملا ہے بہت سارے فاضلون نے اور خصوصاً ہارناک نے سب سے بڑہکر پرانے زمانے کے واقعات سمجھی ہین اور اسکو اول درجہ کا ذریعہ خیال کیا ہے،، لیکن اس مین بھی بہت ساری باتین ناقابل اعتبار ہین اور جو حصہ "خصوصاً پُرانا سمجھا جانیکے قابل ہے وہ یہ بیان ہے کہ یسوع پہلے جلیل مین پطرس کو ملا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی اسکی اصلی معلوم ہوتی ہے کہ یسوع کی سب سے پہلی ملاقات حواریون کیساتھ اسکی موت کے آٹھ دن بعد ہوئی،، "ایک "قبطی کتاب جس کا میلان عیسائیون کے فرقہ ناستک کے خلاف ہے اور جو اخمیم مین ملی ہے وہ اس گفتگو کو نقل کرتی ہے جو یسوع اور اسکے حواریون مین اس کے جی اُٹھنے کے بعد ہوئی،، "اس مین بہت ساری باتین نئی ہین لیکن ایسی بات کوئی نہین جسکو مروجہ اناجیل کے بیانات سے بڑہکر وقعت دیجا سکے،، اس کے علاوہ اور بھی الگ الگ ٹکڑے ہین ان مین سے ایک کے مطابق "یسوع نے مچھلی اور شہد کے چھتے مین سے کچھہ کھا کر باقی حواریون کو دیدیا،، ایک اور غیر مروج تصنیف مین جسکا جارجی زبان مین ایک ترجمہ ملا ہے لکھا ہے کہ یسوع سب سے پہلی یوسف ارمتیا کو ملا۔ یسوع اعمال کے بیان کے بموجب چالیس دن تک جی اُٹھنے کے بعد زمین پر رہا لیکن ویلنٹنی النسر

اور افائیٹس (دو فرقے) کا یہ اعتقاد ہے کہ یسوع جی اٹھنے کے بعد اٹھارہ مہینے تک زمین پر رہا ایسا ہی
اتھیوپک زبان کی ایک کتاب مین - پسٹس سوفیا ء ۱ کے مطابق وہ گیارہ سال رہا" یسوع حواریونکو
پہلے پہل گلیل مین ملا - کیونکہ یہ نہین ہوسکتا کہ یروشلم اور گلیل دونون کے قصے ٹھیک مان لئے جاوین
اس لئے دونون قسم کی روائتین ایک جیسی نہین ہوسکتین - بہت سارے دلائل اسبات کے
دیئے گئے ہین کہ گلیل کی بجائے یروشلم بدل سکتا تھا لیکن یروشلم کو گلیل بنانا مشکل تھا" اگر متی اور
مرقس اپنی انگلون سے ہی کام لیتے تو وہ یروشلم کے سوا ملاقات کا مقام اور کہین نہ لکھہ سکتے تھے
کیونکہ قبر اور عورتین اور حواری سب وہان ہی موجود تھے - اس لئے وہ روائیت جسکے مطابق انہون
نے ملاقات کا مقام گلیل کو مقرر کیا بہت ہی مضبوط روائیت ہونی چاہیئے -

اسکے بعد چند واقعات کا ذکر کر کے جنپر جی اٹھنے کی بنا ہے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ سب جھوٹے
ہین - پھر یہ بحث کی گئی ہے کہ یسوع کا جسم جی اٹھنے کے بعد کس قسم کا جسم تھا - اور جسقدر خارق عادت
تشریحین جی اٹھنے کے متعلق ہین انکی تردید کی گئی ہے - وہ تشریحین ایسی بیان کی گئی ہے جن مین
کوئی معجزہ ماننا نہین پڑتا - اور ارٹیکل کا لکھنے والا خود محض اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ یسوع کا دیکھا
جانا محض ایک کشفی نظارہ تھا - پہلے اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ "اگرچہ یسوع شفایاب ہوکر
دوبارہ زندہ نہین ہوا - مگر حواریون نے ایسی افواہ کہ وہ زندہ ہی مشہور کر دیا اور آہستہ آہستہ اسپر
لوگون کو یقین آگیا" پھر وہ وجوہات بیان کیئے گئے ہین کہ یہ خیال کیون غلط ہے - اب ہم دوسری
تشریح کو لیتے ہین "یہ رائے کہ یسوع بظاہر مردہ کی طرح ہوگیا تھا مگر دراصل مرا نہین - معقولیت کے
زمانہ مین بہت لوگ اسکو موید تھے - اور اسکی تائید ایک موجود زمانہ کے مورخ ہیس نے بھی کی
ہے" لیکن پروفیسر شمیڈل اس رائے کو تسلیم نہین کرتا اسکا یہ خیال ہے کہ یسوع کا دیکھا جانا محض ایک
کشفی نظارہ تھا -

اب مرہم عیسیٰ اور حضرت مسیح کی قبر کی شہادت کو بالفعل الگ چھوڑ کر انجیل کے بیان کردہ
واقعات سے اسی بیان کی تائید ہوتی ہے کہ یسوع دراصل مرا نہین تھا - اگر اس طور پر ہم انجیل کے بیان
کردہ واقعات کی تشریح نہ کرین تو انجیل کے بیان کو جھوٹا ماننا پڑتا ہے - یہ امر کہ یسوع گلیل مین
اپنے حواریون کو ملا اور یروشلم مین نہین ملا جیسا کہ پروفیسر شمیڈل نے ثابت کیا ہے اسی
نتیجہ کا موید ہے - کیونکہ کوئی وجہ نہین کہ کشفی نظارہ یروشلم مین نہ ہو بلکہ گلیل مین ہو چکا ہی ہو -

ہان اگر اسکی موت کو نہ مانا جائے تو پھر مضبوط وجوہات ہمین ملتے ہین کہ کیون ضروری تھا کہ یسوع یروشلم مین حواریون کو نہ ملتا بلکہ گلیل مین پہونچکر ہی اپنے آپ کو ظاہر کرتا۔ یروشلم مین یہودی اسکی خلاف سخت جوش مین تھے حالانکہ گلیل بمقابلۃً ایک بڑے امن کی جگہ تھی جہان یسوع کو یہ خطرہ نہ تھا کہ اُسکا پتہ اُنکو ملجائیگا۔ یہ بھی امر یقینی ہے کہ تین گھنٹے کے اندر صلیب پر اُسکی موت واقعہ نہ ہوسکتی تھی۔ پھر یسوع کھاتا رہا پیتا رہا چلتا پھرتا رہا۔ سویا اور بھوک اور پیاس کو محسوس کیا اور تھکان کو بھی محسوس کیا لیکن کشفی نظارہ کے ساتھہ ان واقعات کی تطبیق کیونکر ہوسکتی ہے۔ ایسی ہی دوسرے واقعات جو اناجیل؎ کو منع کیا تھا کہ کسی کو اس کی خبر نہ کرین اور اس کے زخم اسکے جسم پر نمایان تھے۔ سب اسی رائے کے موئد ہین کہ یسوع صلیب پر نہین مرا۔ پیلاطوس اور یہودی بھی اسکی موت کی نسبت شک مین رہے اور کافی دلایل اس یقین کے لئے موجود ہین کہ مسیح کا فرضی جی اُٹھنا دراصل ایک بیہوشی کی حالت سے ہوش مین آنا تھا۔ اور جن معنون مین آج تک اُنیس سو سال سے کلیسیا اس کے جی اُٹھنے کو سمجھتی رہی ہے وہ معنے آج عیسائی فاضلون نے غلط تسلیم کئے ہین دو ہزار سال سے کلیسیا ایک ایسی سخت غلطی مین مبتلا رہا اور اب وہ غلطی ظاہر ہوگئی۔

حضرت مسیح کا دس گم شدہ اسرائیلی قومون کی طرف جانا۔ ۵

طبی شہادت

اس عنوان کے نیچے ہم ایک ایسی قطعی شہادت پیش کرتے ہین کہ بجز ماننے کے کچھ بن نہین پڑتا وہ ایک نسخہ ہے جسکا نام مرہم عیسٰی ہے جو طب کی صدہا کتابون مین لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ ان کتابون مین سے بعض ایسی ہین جو عیسائیون کی تالیف ہین اور بعض ایسی ہین کہ جن کے مولف مجوسی یا یہودی ہین اور بعض کے بنانے والے مسلمان ہین۔ اور اکثر انمین قدیم زمانہ کی ہین۔ تحقیق سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ اول زبانی طور پر اس نسخہ کا لاکھون انسانون مین شہرہ ہوگیا اور پھر لوگون نے اس نسخہ کو قلمبند کرلیا۔ پہلے رومی

؎ مین مذکور ہین۔ مثلاً یہ کہ یسوع نے باغبان کا بھیس بدل لیا تھا اور اپنے شاگردون۔

زبان مین حضرت مسیح کے زمانہ مین ہی کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد ایک قرابادین تالیف ہوئی جس مین یہ نسخہ تھا اور جس مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی چوٹون کے لئے یہ نسخہ بنایا گیا تھا پھر وہ قرابادین کئی مختلف زبانون مین ترجمہ ہوئی یہان تک کہ مامون رشید کے زمانہ مین عربی زبان مین اس کا ترجمہ ہوا اور یہ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی اور کیا یہودی اور کیا مجوسی اور کیا مسلمان سب نے اس نسخہ کو اپنی کتابون مین لکھا ہے اور سب نے اس نسخہ کے بارے مین یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کے لئے ان کے حواریون نے تیار کیا تھا اور جن کتابون مین ادویہ مفردہ کے خواص لکھے ہین ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ان چوٹون کے لئے نہایت مفید ہے جو کسی ضربہ یا سقطہ سے لگ جاتی ہین اور چوٹون سے جو خون روان ہوتا ہے وہ فی الفور اس سے خشک ہو جاتا ہے اور چونکہ اس مین مُر بھی داخل ہے اس لئے زخم کیڑا پڑنے سے بھی محفوظ رہتا ہے اور یہ دوا طاعون کے لئے بھی مفید ہے اور ہر قسم کے پھوڑے پھنسی کو اس سے فائدہ ہوتا ہے یہ معلوم نہین کہ یہ دوا صلیب کے زخمون کے بعد خود ہی حضرت عیسے علیہ السلام نے الہام کے ذریعہ سے تجویز فرمائی تھی یا کسی طبیب کے مشورہ سے تیار کی گئی تھی اس مین دوائین اکسیر کی طرح ہین خاص کر مُر جس کا ذکر توریت مین بھی آیا ہے۔ بہر حال اس دوا کے استعمال سے حضرت مسیح علیہ السلام کے زخم چند روز مین ہی اچھے ہو گئے اور اس قدر طاقت آگئی کہ آپ تین روز مین یروشلم سے جلیل کی طرف ستر کوس تک پیادہ پا گئے پس اس دوا کی تعریف مین اس قدر کافی ہے کہ مسیح تو اورون کو اچھا کرتا تھا مگر اس دوا نے مسیح کو اچھا کیا اور جن طب کی کتابون مین یہ نسخہ لکھا گیا وہ ہزار کتاب سے بھی زیادہ ہین جن کی فہرست لکھنے سے بہت طول ہوگا اور چونکہ یہ نسخہ یونانی طبیبون مین بہت مشہور ہے اس لئے مین کچھ ضرورت نہین دیکھتا کہ تمام کتابون کے نام اس جگہ لکھون محض چند کتابین جو اس جگہ موجود ہین ذیل مین لکھدیتا ہون ✣

فہرست ان طبی کتابون کی جن مین مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ وہ مرہم حضرت عیسےٰ کیلئے یعنے ان کے بدن کے زخمونکے لئے بنائی گئی تھی

قانون شیخ الرئیس بو علی سینا جلد ثالث صفحہ نمبر ۱۳۳۔ شرح قانون علامہ قطب الدین شیرازی جلد ثالث۔ کامل الصناعۃ تصنیف علی ابن العباس المجوسی جلد دوم صفحہ ۶۰۲۔ کتاب مجموعہ بقائی مصنفہ محمود محمد اسمٰعیل مخاطب از خاقان بخطاب پدر محمد بقاخان جلد ۲ صفحہ ۴۹۷۔ کتاب تذکرہ اولوالالباب مصنفہ شیخ داؤد الضریر الانطاکی صفحہ ۳۰۳۔ قرابادین رومی مصنفہ

قریب زمانہ حضرت مسیح جس کا ترجمہ مامون رشید کے وقت مین عربی مین ہوا امراض جلد. کتاب عمدۃ المحتاج مصنفہ احمد بن حسن الرشیدی الحکیم اس کتاب مین مرہم عیسیٰ وغیرادویہ سو کتاب مین سے بلکہ اس سے بھی زیادہ کتابون مین سے لکھی گئی ہین اور وہ تمام کتابین فرنچ زبان مین تھین۔ کتاب قرابادین فارسی مصنفہ حکیم محمد اکبر ارزانی امراض جلد کتاب شفاء الاسقام جلد دوم صفحہ ۲۳۰۔ کتاب مرآۃ الشفا مصنفہ حکیم نتھو شاہ نسخہ قلمی امراض جلد۔ ذخیرہ خوارزم شاہی۔ امراض جلد۔ شرح قانون گیلانی جلد ثالث شرح قانون قرشی جلد ثالث۔ قرابادین علوی خان امراض جلد۔ کتاب علاج الامراض مصنفہ حکیم محمد شریف خانصاحب صفحہ ۸۹۳۔ قرابادین یونانی امراض جلد تحفۃ المومنین برحاشیہ مخزن الادویہ صفحہ ۷۱۳۔ کتاب محیط فی الطب صفحہ ۳۶۷۔ کتاب اکسیر اعظم جلد رابع مصنفہ حکیم محمد اعظم خانصاحب المخاطب بناظم جہان صفحہ ۳۳۱۔ کتاب قرابادین معصومی لمعصوم بن کریم الدین الشوستری شیرازی۔ کتاب عجالہ نافعہ لمحمد شریف دہلوی صفحہ ۱۴۱۔ کتاب طب شبری مسمّی بلوامع شبریہ تالیف سید حسین شبر کاظمی صفحہ ۴۷۱۔ کتاب مخزن سلیمانی ترجمہ اکسیر عربی صفحہ ۵۹۹ مترجم محمد شمس الدین صاحب بہاولپوری۔ شفاء الامراض مترجم مولانا الحکیم محمد نور کریم صفحہ ۲۸۲۔ کتاب الطب دارا شکوہی مؤلفہ نور الدین محمد عبد الحکیم عین الملک الشیرازی ورق ۳۶۰۔ کتاب منہاج الدکان بدستور الاعیان فی اعمال وترکیب النافعہ للابدان تالیف افلاطون زمانہ و رئیس اوانہ ابو المنا ابن ابی نصر العطار الاسرائیلی الہارونی (یعنے یہودی) صفحہ ۸۶۔ کتاب زبدۃ الطب لسید الامام ابو ابراہیم اسمٰعیل بن حسن الحسینی الجرجانی ورق ۱۸۲ طب اکبر مصنفہ محمد اکبر ارزانی صفحہ ۲۴۲۔ کتاب میزان الطب مصنفہ محمد اکبر ارزانی صفحہ ۱۵۲۔ سدیدی مصنفہ رئیس المتکلمین امام المحققین السدید الکازرونی صفحہ ۲۸۳ جلد ۲۔ کتاب حاوی کبیر ابن ذکریا امراض جلد۔ قرابادین ابن تلمیذ امراض جلد۔ قرابادین ابن ابی صادق امراض جلد۔

یہ وہ کتابین ہین جن کو ہم نے بطور نمونہ اس جگہ لکھا ہے اور یہ بات اہل علم اور خاصکر طبیبون پر پوشیدہ نہین ہے۔ کہ اکثر ان مین ایسی کتابین ہین جو پہلے زمانہ مین اسلام کے بڑے بڑے مدرسون مین پڑہائی جاتی تھین اور یورپ کے طالب العلم بھی ان کو پڑھتے تھے اور یہ کہنا بالکل سچ اور مبالغہ کی ایک ذرہ آمیزش سے بھی پاک ہے کہ ہر ایک صدی مین قریباً کروڑہا انسان ان کتابون کے نام سے واقف ہوتے چلے آئے ہین اور لاکھوں انسانون نے ان کو اول سے آخر تک پڑہا ہے اور ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہین کہ یورپ اور ایشیا کے عالم لوگون مین سے کوئی بھی ایسا نہین ہے کہ ہمین بعض عظیم الشان کتابون کے نام سے ناواقف ہو جو اس فہرست مین درج ہین جس زمانہ مین ہسپانیہ اور کسیمنو اور سسلی میں دار العلم تھے اس زمانہ مین بو علی سینا کی کتاب قانون جو طب کی ایک بڑی کتاب ہے جس مین مرہم عیسیٰ کا نسخہ ہے اور دوسری کتابین شفا اور اشارات اور بشارات جو طبعی اور ہیئت اور فلسفہ وغیرہ مین ہین بڑے شوق

سے اہل یورپ سیکھتے تھے اور ایسا ہی ابو نصر فارابی اور ابو ریحان اور اسرائیل اور ثابت بن قرہ اور حنین بن اسحاق اور اسحاق وغیرہ فاضلوں کی کتابین اور ان کی یونانی سے ترجمہ شدہ کتابین پڑہائی جاتی تھین یقیناً ان کتابون کے ترجمے یورپ کے کسی حصہ مین ابتک موجود ہون گے اور چونکہ اسلام کے بادشاہ علم طب وغیرہ کو ترقی دینا بدل چاہتے تھے اسی وجہ سے انہون نے یونان کی عمدہ عمدہ کتابون کا ترجمہ کرایا اور عرصہ دراز تک ایسے بادشاہون مین خلافت رہی کہ وہ ملک کی توسیع کی نسبت علم کی توسیع زیادہ چاہتے تھے انہی وجوہ اور اسباب سے انہون نے نہ صرف یونانی کتابون کے ترجمے عربی مین کرائے بلکہ ملک ہند کے فاضل پنڈتون کو بھی بڑی بڑی تنخواہون پر طلب کرکے طب وغیرہ علوم کے بھی ترجمے کرائے پس ان کے احسانون مین سے حق کے طالبون پر یہ ایک بڑا احسان ہے جو انہون نے ان رومی و یونانی وغیرہ طبی کتابون کے ترجمے کرائے جن مین مرہم عیسے موجود تھی اور جسپر کتبہ کی طرح یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ مرہم حضرت عیسے علیہ السلام کی چوٹون کے لئے تیار کی گئی تھی فاضل حکماء عہد اسلام نے جیسا کہ ثابت بن قرہ اور حنین بن اسحاق ہین جن کو علاوہ علم طب و طبعی و فلسفہ وغیرہ کی یونانی زبان مین خوب مہارت تھی جب اس قرابادین کا جس مین مرہم عیسے بھی ترجمہ کیا تو عقلمندی سے شلیخا کے لفظ کو جو ایک یونانی لفظ ہے جو باران کو کہتے ہین بعینہٖ عربی مین لکھ دیا تا اس بات کا اشارہ کتابون مین ...... قائم رہے کہ یہ کتاب یونانی قرابادین سے ترجمہ کی گئی۔ اسی وجہ سے ہر ایک کتاب مین شلیخا کا لفظ بھی لکھا ہوا پاؤ گے÷

اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے لایق ہے کہ اگرچہ پورانے سکّے بڑی قابل قدر چیزین ہین اور ان کے ذریعہ سے بڑے بڑے تاریخی اسرار کھلتے ہین۔ لیکن ایسی پورانی کتابین جو مسلسل طور پر ہر صدی مین کروڑہا انسانون مین مشہور ہوتی چلی آئین اور بڑے بڑے مدارس مین پڑھائی گئین اور ابتک درسی کتابون مین داخل ہین ان کا مرتبہ اور عزت ان سکّون اور کتبون سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ کتبون اور سکّون مین جعلسازی کی بھی گنجائشین ہین لیکن وہ علمی کتابین جو اپنے ابتدائی زمانہ مین ہی کروڑہا انسانون مین مشہور ہوتی چلی آئی ہین اور ہر ایک قوم ان کی محافظ اور پاسبان ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہے ان کی تحریرین بلاشبہ ایسی اعلیٰ درجہ کی شہادتین ہین جو سکون اور کتبون کو ان سے کچھ بھی نسبت نہین اگر ممکن ہو تو کسی سکہ یا کتبہ کا نام تو لو جس نے ایسی شہرت پائی ہو جیسا کہ بوعلی سینا کے قانون نے غرض مرہم عیسے حق کے طالبون کے لئے ایک عظیم الشان شہادت ہے اگر اس شہادت کو قبول نہ کیا جائے تو پھر دنیا کے تمام تاریخی ثبوت اعتبار سے گر جاوینگے کیونکہ اگرچہ ابتک ایسی کتابین جن مین اس مرہم کا ذکر ہے قریباً ایک ہزار ہین یا کچھ زیادہ لیکن کروڑہا انسانون مین یہ کتابین اور ان کے مؤلف شہرت یافتہ ہین۔ اب ایسا شخص علم تاریخ کا دشمن ہوگا جو اس بدیہی اور روشن اور پر زور ثبوت کو قبول نہ کرے۔ اور کیا یہ تحکم نہیں

جاسکتا ہے کہ اس قدر عظیم الشان ثبوت کو ہم نظر انداز کردین؟ اور کیا ہم ایسے بھاری ثبوت پر بدگمانی کرسکتے ہین جو یورپ اور ایشیا پر دائرہ کی طرح محیط ہو گیا ہے اور جو یہودیون اور عیسائیون اور مجوسیون اور مسلمانون کے نامی فلاسفرون کی شہادتون سے پیدا ہوا ہے اب اے محققون کی روحو! اس اعلیٰ ثبوت کی طرف دوڑو۔ اور اے منصف مزاجو! اس معاملہ مین ذرہ غور کرو۔ کیا ایسا چمکتا ہوا ثبوت اس لایق ہے کہ اس پر توجہ نہ کیجائے؟ کیا مناسب ہے کہ ہم اس آفتاب صداقت سے روشنی حاصل نکرین؟ یہ وہم بالکل لغو اور بیہودہ ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو نبوت کے زمانہ سے پہلے چوٹین لگی ہون یا نبوت کے زمانہ کی ہی چوٹین ہون مگر وہ صلیب کی نہین بلکہ کسی اور وجہ سے ہاتھ اور پیر زخمی ہو گئے ہون مثلاً وہ کسی کوٹھے پر سے گر گئے ہون اور اس صدمہ کیلئے یہ مرہم تیار کی گئی ہو کیونکہ نبوت کے زمانہ سے پہلے حواری نہ تھے اور اس مرہم مین حواریون کا ذکر ہے شلیخا کا لفظ جو یونانی ہو جو یاران کو کہتے ہین ان کتابون مین اب تک موجود ہے اور نیز نبوت کے زمانہ سے پہلے حضرت مسیح کی کوئی عظمت تعلیم نہین کیگئی تھی تا اس کی یادگار محفوظ رکھی جاتی اور نبوت کا زمانہ صرف ساڑھے تین برس تھا اور اس مدت مین کوئی واقعہ ضربہ یا سقطہ کا بجز واقعہ صلیب کے حضرت مسیح ؑ کی نسبت تاریخون سے ثابت نہین اور اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ ممکن ہے کہ ایسی چوٹین کسی اور سبب سے حضرت عیسے ؑ کو لگی ہون تو یہ ثبوت اسکے ذمہ ہے کیونکہ ہم جس واقعہ کو پیش کرتے ہین وہ ایک ایسا ثابت شدہ اور مانا ہوا واقعہ ہے کہ نہ یہودیون کو اس سے انکار ہے اور نہ عیسائیون کو یعنے صلیب کا واقعہ لیکن یہ خیال کہ کسی اور سبب سے کوئی چوٹ حضرت مسیح کو لگی ہو گی کسی قوم کی تاریخ سے ثابت نہین اس لئے ایسا خیال کرنا عمداً سچائی کی راہ کو چھوڑنا ہی یہ ثبوت ایسا نہین ہو کہ اس قسم کے بیہودہ عذرات سے رد ہو سکے۔ اب تک بعض کتابین بھی موجود ہین جو مصنفون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہین تو پھر یہ صریح ظلم اور سچائی کا خون کرنا ہے کہ ایسے روشن ثبوت کو یونہی پھینکدیا جائے بار بار اس بات مین غور کرو اور خوب غور کرو کہ کیونکر یہ کتابین اب تک یہودیون اور مجوسیون اور عیسائیون اور عربون اور فارسیون اور یونانیون اور رومیون اور اہل جرمن اور فرانسیسیون اور دوسرے یورپ کے ملکون اور ایشیا کے پرانے کتب خانون مین موجود ہین اور کیا یہ لایق ہے کہ ہم ایسے ثبوت سے جس کی روشنی سے انکار کی آنکھین خیرہ ہوتی ہین یون ہی منہ پھیر لین؟ اگر یہ کتابین صرف اہل اسلام کی تالیف اور اہل اسلام کے ہی ہاتھ مین ہوتین تو شاید کوئی جلدباز خیال کرسکتا کہ مسلمانون نے عیسائی عقیدہ پر حملہ کرنے کیلئے جعلی طور پر یہ باتین اپنی کتابون مین لکھدی ہین مگر یہ خیال علاوہ ان وجوہ کے جو ہم بعد مین لکھتے ہین اس وجہ سے بھی غلط تھا کہ ایسے جعل کے مسلمان کسی طور سے مرتکب نہین ہو سکتے تھے کیونکہ عیسائیون کی طرح مسلمانون کا بھی یہی عقیدہ ہو کہ حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد بلاتوقف آسمان پر چلے گئے۔ اور مسلمان تو اس بات کے قائل بھی نہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام

کو صلیب پر کھینچا گیا یا صلیب پر سے ان کو زخم پہونچے پھر وہ عمداً ایسی جعل سازی کیونکر کرسکتے تھے جو ان کے عقیدہ کے بھی مخالف تھی۔ ماسوا اس کے ابھی اسلام کا دنیا مین وجود بھی نہین تھا جبکہ رومی و یونانی وغیرہ زبانون مین ایسی قرابادینین لکھی گئین اور کروڑہا لوگون مین مشہور کی گئین جن مین مرہم عیسٰی کا نسخہ موجود تھا اور ساتھ ہی یہ تشریح بھی موجود تھی کہ یہ مرہم حواریون نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے بنائی تھی اور یہ قومین یعنی یہودی و عیسائی و اہل اسلام و مجوسی مذہبی طور پر ایکدوسرے کے دشمن تھے پس ان سب کا اس مرہم کو اپنی کتابون مین درج کرنا بلکہ درج کرنے کے وقت اپنے مذہبی عقیدون کی پروا نہ رکھنا صاف اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ مرہم ایسا واقعہ مشہورہ تھا کہ کوئی فرقہ اور کوئی قوم اس سے منکر نہ ہو سکی ہان جبتک وہ وقت نہ آیا جو مسیح موعود کے ظہور کا وقت تھا اس وقت تک ان تمام قومون کے ذہن کو اس طرف التفات نہین ہوئی کہ یہ نسخہ جو صدہا کتابون مین درج اور مختلف قومون کے کروڑہا انسانون مین شہرت یاب ہو چکا ہے اس سے کوئی تاریخی فائدہ حاصل کرین پس اس جگہ ہم بجز اس کے کچھ نہین کہہ سکتے کہ یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے اس کی نسبت ابتدا سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دنیا مین ظاہر ہو کیونکہ خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی مین فتور آئے گا جب تک کہ مسیح موعود دنیا مین ظاہر نہ ہو اور وہی ہے جو کسر صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی مین یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت مین خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائین گے جنکے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی تب انجام ہوگا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ مین دنیا مین ہونگے یہی مفہوم اس حدیث کا ہے جو صحیح بخاری اور دوسری کتابون مین درج ہے پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتون اور ان قطعی اور یقینی ثبوتون کو ظاہر نہ کرتا جب تک کہ مسیح موعود دنیا مین نہ آتا اور ایسا ہی ہوا اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا ہر ایک کی آنکھ کھلے گی اور غور کرنے والے غور کرینگے کیونکہ خدا کا مسیح آگیا اب ضرور ہے کہ دماغون مین روشنی اور دلون مین توجہ اور قلمون مین زور اور کمرون مین ہمت پیدا ہو۔ اور اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائے گا اور ہر ایک رشید کو عقل دیجائے گی کیونکہ جو چیز آسمان مین چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو بھی منوّر کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے۔ اور کیا ہی سعادتمند وہ شخص ہے جو اس نور مین سے کچھ پا وے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ پھل اپنے وقت پر آتے ہین ایسا ہی نور بھی اپنے وقت پر ہی اترتا ہے اور قبل اسکے جو وہ خود اترے کوئی اسکو اتار نہین سکتا اور جبکہ وہ اترے تو کوئی اسکو بند نہین کر سکتا مگر ضرور ہے کہ جھگڑے ہون اور اختلاف ہو مگر آخر سچائی کی فتح ہے کیونکہ یہ امر انسان سے نہین ہے اور نہ کسی آدم زاد کے ہاتھون سے بلکہ اُس

خدا کی طرف سے ہی جو موسمون کو بدلاتا اور وقتون کو پھیرتا اور دن سے رات اور رات سے دن نکالتا ہی وہ تاریکی بھی پیدا کرتا ہے مگر چاہتا روشنی کو ہی۔ وہ شرک کو بھی پھیلنے دیتا ہی مگر پیار اسکا توحید سے ہی ہی اور نہین چاہتا کہ اسکا جلال دوسرے کو دیا جائے جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہی اسوقت تک کہ نابود ہو جائے خدا کا قانون قدرت یہی ہی کہ وہ توحید کی ہمیشہ حمایت کرتا ہے جتنے نبی اس نے بھیجے سب اسی لئے آئے تھے کہ تا انسانون اور دوسری مخلوقون کی پرستش دور کر کے خدا کی پرستش دنیا مین قائم کرین اور ان کی خدمت یہی تھی کہ لا الہ الا اللہ کا مضمون زمین پر چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے سو اُن سب مین سے بڑا وہ ہے جس نے اس مضمون کو بہت چمکایا جس نے پہلے باطل الٰہون کی کمزوری ثابت کی اور علم اور طاقت کے رو سے ان کا ہیچ ہونا ثابت کیا اور جب سب کچھ ثابت کر چکا تو پھر اس فتح نمایان کی ہمیشہ کے لئے یادگار یہ چھوڑی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس نے صرف بے ثبوت دعوے کے طور پر لا الہ الا اللہ نہین کہا بلکہ اس نے پہلے ثبوت دیکر اور باطل کا بطلان دکھلا کر پھر لوگون کو اس طرف توجہ دی کہ دیکھو اس خدا کے سوا اور کوئی خدا نہین جس نے تمہاری تمام قوتین توڑ دین اور تمام شیخیان نابود کر دین سو اس ثابت شدہ بات کو یاد دلانے کے لئے ہمیشہ کے لئے یہ مبارک کلمہ سکھلایا کہ:۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ✣

میکسکے صاحب اخبار یونین سگنل مین

میکسکے صاحب جو مشن کالج لاہور مین کوئی صاحب ہین شکاگو کے اخبار یونین سگنل کو لکھتے ہین کہ گرسولڈ صاحب نے مسیح موعود کے دعوون کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ بالفعل گرسولڈ صاحب کے رسالہ پر ریویو کو کسی آیندہ اشو پر ملتوی کر کے ہم میکسکے صاحب سے یہ پوچھتے ہین کہ ان کے نزدیک ایک رسالے کے دعویدار کے جھوٹے کا ثبوت کس چیز کا نام ہی اگر صرف اتنا دعویٰ ہی کہ فلان شخص جھوٹا ہے یا اس کی فلان پیش گوئی جھوٹی نکلی اسکے جھوٹا ثابت کرنیکے لئے کافی ثبوت ہی تو پھر فریسی یسوع کا جھوٹا ہونا اچھی طرح سے ثابت کر چکے ہین اور ان کے بعد اور لاکھون آدمی اُسکے جھوٹے کو ثابت کر چکے ہین اور اگر نرا دعوے ثبوت نہین تو پھر میکسکے صاحب کو چاہئے کہ گرسولڈ کے ۳۲ صفحے کے رسالہ مین سے وہ دلائل نکالکر پیش کرے جن سے مصنّف مذکور نے یہ ثابت کیا کہ مثلاً یہ مسیح کے آنیکا وقت نہین ہے یا یہ کہ مسیح کی آمد ثانی خود یسوع کے واپس آنے سے ہی ہو سکتی ہے اور اسکے بغیر نہین ہو سکتی (ذرا یہ بھی یاد رکھین کہ یسوع نے خود الیاس کی آمد ثانی کے کیا معنے کئے تھے

جب ان سے مسیحیت کا ثبوت یہود نے طلب کیا تھا) یا یہ کہ یسوع صلیب پر مر گیا تھا۔ مردون مین سے اٹھا تھا اور آسمان پر چڑھ گیا تھا۔ یا یہ کہ مسیح موعود نے جو دلائل اس کی تردید مین بیان کئے ہین وہ جھوٹے ہین یا یہ کہ مسیح موعود کے نشان ایسے ثابت شدہ اور قطعیۃ الدلالت نہین ہین جیسے یسوع کے۔ اگر یسوع نے واقعی وہ نشان دکھائے بھی تھے جن کا ذکر اناجیل مین ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گرسولڈ صاحب نے میکنکے صاحب کے پاس یہ ذکر کیا ہوگا کہ مین نے مرزا صاحب کے دعوے کو جھوٹا ثابت کیا ہے اور میکنکے صاحب نے یہ نہ چاہا کہ اپنے دوست کی ایمانداری کو پرکھنے کے لئے ذرا خود بھی دلائل اور ان کے وزن کو ملاحظہ کرین یا شائد میکنکے صاحب کی منطقی قابلیت پر حملہ کرنے کے بغیر ہم یہ کہنے کے مجاز ہون کہ انہین اپنے دوست پادری گرسولڈ کی طرح دعوے اور دلیل مین فرق سمجھ مین نہین آیا اور اس لئے پادری صاحب کے دعوون کو انہون نے بجائے دلائل کے تسلیم کر لیا +

یہانتک تو میکنکے صاحب دوسرے کے حوالے سے گفتگو کرتے تھے لیکن انہون نے ہمین ان کی اپنی قابلیت اور علمیت کے جانچنے کا بھی موقعہ دیا ہے وہ لکھتے ہین "جہانتک مین دیکھ سکتا ہون یا معلوم کر سکتا ہون اس 'قادیانا' کا اثر جن لوگون پر پڑ رہا ہے ان کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے اور پکے مسلمان ان کو بڑی حقارت کے ساتھ رد کرتے ہین"۔ اگرچہ میکنکے صاحب نے "اس قادیانا" کے اثر کی خبر تو دی ہے لیکن "اس ناصری" کے اثر کا کچھ حال نہین لکھا اور نہ ہی یہ لکھا ہے کہ وہ یہودی جو صدیون سے مسیح کے منتظر تھے انہون نے کس عزت کے ساتھ یسوع کو قبول کیا۔ کیا یہ سچ ہے کہ یسوع کو بھی بڑی حقارت کے ساتھ" بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر ہی یہودیون نے رد کیا تھا میکنکے صاحب جو کچھ اس سوال کا جواب دین ہمین اس کے تسلیم کرنے مین انکار نہ ہوگا۔ ایک بات اور بھی ہے۔ کہتے ہین کہ ایک موقعہ پر یسوع کے مریدون کی ایک بہت بڑی تعداد یکدفعہ ہی اس سے برگشتہ ہو گئی تھی بلکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان باران منتخب حواریون مین سے جنہین تختون کے وعدے دئے گئے تھے ایک نے نہ صرف ارتداد اختیار کیا بلکہ یسوع کو گرفتار بھی کرا دیا اور باقی بھی سنا جاتا ہے اس وقت یسوع کو چھوڑ کر بھاگ گئے بلکہ کسی لعنت کا بھی ذکر ہے۔ میکنکے صاحب کو تو یہ حالات اچھی طرح معلوم ہونگے اگر یہ باتین سچی ہین تو ہم امید کرتے ہین کہ انہین ان کے تسلیم کرنے مین کچھ انکار نہین ہوگا خواہ اس سے کچھ رنج ہی پہونچے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ میکنکے صاحب نے کس طرح دیکھ لیا یا جان لیا کہ مسیح موعود کے مریدون کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے کیا انہون نے کبھی احمدیہ ہفتہ وار اخبارون مین سے کسی کو دیکھا ہے۔ یا یہ بات ہے کہ ان کی نظر مین گذشتہ ایک یا دو سال کے اندر اندر کالج کا قائم ہونا۔ منارہ کا بنایا جانا۔ اور تین اردو اور ایک انگریزی پرچون کا نکالے جانا یہ سب مریدون کے کم ہونے کے اور سلسلہ کے زوال کے آثار ہین۔ یہ تو ہو نہین سکتا کہ پادری صاحب کو

اس عظیم الشان ترقی کا علم نہ ہو جو سلسلہ احمدیہ کر رہا ہے لیکن پادریون کی نظر مین بڑا بننے کے لئے ضروری تھا کہ وہ کچھہ غلط بیانیان بھی کرین کیا پادری صاحب یہ امید رکھتے ہین کہ اپنے منہ کی پھونکون سے وہ آسمانی روشنی کو بجھا دین گے - یہ ان کی غلطی ہے +

شائد پادری میکلے صاحب کو اطلاع نہ ہو اس لئے ہم یہ بھی بیان کئے دیتے ہین کہ یہ مسیح موعود کی سچائی کا آسمانی نشان ہے کہ ان کا سلسلہ دن بدن ترقی کرے گا اور جیسا کہ پادری صاحب یا ان کے دوست کہتے ہین یا چاہتے ہین اس مین کمی نہین آئے گی - ۱۸۸۰ء مین مسیح موعود کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ چھپنی شروع ہوئی تھی اور اس مین وہ پیش گوئیان درج ہوئین جو اس سے بھی پہلے بذریعہ الہام الہٰی مسیح موعود پر ظاہر ہو چکی تھین اور جو آج پوری ہو رہی ہین اسوقت یہی بات نہین تھی کہ مسیح موعود کا کوئی پیرو نہین تھا بلکہ گاؤن سے باہر ان کو کوئی جانتا بھی نہین تھا وہ اسوقت ایک تنہائی کی زندگی بسر کرتے تھے - اس تنہائی کی حالت مین خدا کا وہ کلام ان پر نازل ہوا جس مین یہ پیش گوئیان درج تھین کہ وہ وقت آرہا ہے کہ لوگ جوق در جوق دنیا کے چارون کونون سے تیرے پاس آئین گے - اپنے مکانون کو وسیع کرو کیونکہ کثرت سے لوگ تمہارے پاس ملاقات کے لئے آئین گے - پھر یہ بھی بذریعہ الہام الہٰی آپ کو کہا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگون کی کثرت سے جو تیرے پاس آئین گے تو اکتا جائے اور ان کی ملاقات سے تھک جائے - چنانچہ فرمایا - **انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس** - تو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے منزلہ پر ہے اور وہ وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کیا جائے اور لوگون کے درمیان تو پہچانا جائے - اس الہام الہٰی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس الہام کے وقت آپ اکیلے تھے اور آپ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا - اس پیش گوئی نے یہ بتا دیا کہ اب الہٰی مدد اور نصرت کا وقت آئے گا اور تو اکیلا نہین رہیگا - بلکہ بڑی جماعت تیرے ساتھ کی جائے گی اور پھر فرمایا **یاتون من کل فج عمیق** ہر دور کے راستہ سے لوگ تیرے پاس آئین گے - خود ملہم کو اس وقت یہ بات حیرت مین ڈالتی تھی جیسا کہ آج اسکا پورا ہونا ہمین حیرت مین ڈالتا ہے کہ کہان سے وہ لوگ آئین گے کیونکہ اس وقت اس کے پاس کسی کی بھی آمد و رفت نہین تھی اور آج ہزارہا آدمی دنیا کے ہر حصے سے آپ کی زیارت کے لئے آتے ہین اسی طرح پر اسیوقت یہ الہام بھی ہوا - **لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس** - خلق خدا سے منہ مت پھیر اور لوگون سے مت تھک - یہ امر کیسا قابل غور ہے کہ الہامات اس وقت کے ہین جب ایک آدمی بھی اس موعود کے پاس نہین آتا تھا - اس وقت وہ خود بھی اس بات کو نہین سمجھہ سکتے تھے کہ کیونکر یہ سب باتین پوری ہونگی اور کیونکر اسقدر لوگونکا ہجوم ہوگا

کہ جس کی وجہ سے خدا نے یہ فرمایا کہ لوگون سے تھک نہ جانا چنانچہ اب بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک ایک دن مین ہزار ہزار آدمی سے بھی زیادہ سے ملاقات کرنی پڑتی ہے ایک تنہائی کے گوشہ مین بیٹھا ہوا انسان کس طرح قیاس کر سکتا تھا کہ اس طرح پر ہزارہا آدمیون کا مجمع اس کے پاس جمع ہو جاوے گا۔ ان ترقی کے وعدون کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ سخت مخالفت ہوگی اور تمام لوگ اکٹھے ہو کر ہر طرح سے تباہی کی کوشش کرینگے اور چاہین گے کہ زمین سے نام مٹا دیا جائے اس مخالفت کی خبر بھی بار بار الہامون مین دی گئی تھی۔ چنانچہ ایک الہام مین پیشگوئی ہے۔ **یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون**۔ دشمن کوشش کرین گے کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونک سے بجھا دین اور اللہ ضرور اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا اگرچہ کافرون کو برا ہی لگے۔ اور پھر ایک اور بشارت اس الہام الٰہی مین دی گئی **اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا الیس ہذا بالحق** جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا۔ (پھر کہا جائے گا) کیا یہ سچ نہین۔ یہان صاف صاف یہ پتہ تبلایا گیا ہے کہ اس مخالفت کے بعد خدا کی نصرت مسیح موعود کو ایک ایسی فتح عطا کرے گی کہ آپکے دعوے کی سچائی وسیع طور پر لوگ مان لین گے+

یہ تمام الہامات جن پر صدی کا چوتھا حصہ گذر چکا ہے اور جن کو شائع ہوئے بھی ۲۱ سال سے زیادہ گذر چکے ہین صاف بتا رہے ہین کہ خدا کا ہاتھ اس سلسلہ کی تائید مین کام کر رہا ہے جو الفاظ اسوقت وحی الٰہی نے بتائے تھے انکا پورا ہونا آج ہر ایک بے تعصب انسان دیکھ رہا ہے کیا یہ انسان کی طاقت مین ہے کہ ایسے امور کو ان کے واقعہ ہونے سے پچیس سال پہلے دنیا مین شائع کرے۔ یہ طاقت اور علم کا ایک نہایت عمدہ ثابت شدہ معجزہ ہے۔ علم کا معجزہ اس لئے کہ آئندہ کے متعلق یہ ایسے گہرے راز کو بتاتا ہے جسکا معلوم کرنا انسان کی طاقت سے بالاتر ہے اور طاقت کا معجزہ اس لئے کہ یہ مرسل یزدانی کی تائید اور نصرت مین اور دشمنون کے مغلوب کرنے مین خدائے تعالےٰ کی طاقت کو دکھاتا ہے آپ کی زندگی کے خلاف سازشین کی گیئن لیکن خدائے تعالےٰ نے سب دشمنون کو نامراد کیا اور ان سب وعدون کو پورا کیا جو بیس سال پہلے بذریعہ وحی الٰہی دئے تھے ان الہامات کے شایع ہونے کے بعد آپ کی مخالفت مین سارا ملک اٹھا اور خدائے تعالیٰ کے وعدون کے مطابق اس کی نصرت آئی اور مخالفت آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ یہان تک کہ سنہ ۱۸۹۵ء بیعت ۳۱۲ مریدون کی تعداد سے اسوقت دو لاکھ تک پہونچ گئی ہے اور اب یہ تعداد حیرت انگیز ترقی کے ساتھ بڑھ رہی ہے+

میکسکے صاحب نے شرمناک جھوٹ بولا ہے ہم اس وقت یہ بحث نہین کرتے کہ اس کا اس مین

غرض کیا تھی. شاید اس کا یہ خیال ہو کہ ان جھوٹے بیانات سے امریکہ والون کو خوش کرے اور ان کو دھوکہ مین رکھے تا وہ اصل واقعات سے آگاہ نہ ہون۔ ہم اس کو چیلنج کرتے ہین کہ وہ ذرائع پیش کرے جہان سے اس نے حساب لگایا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدون کی تعداد کم ہے کیا مسیح کا مذہب ان جھوٹون سے سرسبز ہوگا افسوس ہر کہ اب پادریون کے ہاتھ مین یہ ہتھیار رہ گئے ہین وہ لوگ جو سچائی کے انجیل کے واعظ کہلاتے ہین کرتوتین یہ کرتے ہین +

میگزین کا اگلا نمبر ۲۰ نومبر کو شائع نہین ہوسکے گا۔ بلکہ نومبر اور دسمبر کے پرچے اکٹھے ۲۰۔ نومبر کے بعد کسی تاریخ کو شائع کئے جادین گے جو غالباً دسمبر کا پہلا ہفتہ ہوگا۔ یہ ضرورت اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ حضرت اقدس کی طرف سے ایک نہایت ضروری مضمون بعنوان تذکرۃ الشہادتین میگزین مین شائع ہوگا اور وہ دو نمبر سے کم مین نہین آسکتا۔ کوشش کی جائے گی کہ جس قدر جلدی ممکن ہو یہ رسالہ ناظرین کو پہونچایا جائے +

رسید زر بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء (از ۵ ستمبر ۳۳ء)

نمبر	نام	رقم	نمبر	نام	رقم
۹۰۳	عبد الغنی صاحب -	عہ/	۱۲۱۵	میاں امام الدین صاحب	عہ/
۳۶۲	فضل الٰہی صاحب -	عہ	۱۰۲۸	سید نظام شاہ و حیدر شاہ صاحب -	۱۱/
۹۶۶	میرزا اکرم بیگ صاحب -	للعہ/	۵۳	شیخ ضیاء اللہ صاحب -	۸/
۹۶۸	محمد علی صاحب	عا/		ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب -	عسہ/
۴۹۰	شیخ نور احمد صاحب	للعہ/			
۲۵۰	سپرنٹنڈنٹ سٹیشنری کلکتہ -	للعہ/		منشی احمد دین صاحب گوجرانوالہ -	عا/
۹۲۸	مولوی قطب الدین صاحب	عہ/	۱۰۲۰	بابو عبد الکریم صاحب	عا/
۹۱۳	رحمت اللہ صاحب -	عہ/	۱۰۵۴	سید سردار علی صاحب -	للعہ/
۵۹	حافظ فضل احمد صاحب -	عہ/		بابو فیروز علی صاحب	صہ/
۹۸۲	اللہ دتا صاحب -	عا/	۹۶۲	کریم بخش صاحب	عہ/
۳۳۸	حکیم فضل الدین صاحب	للعہ ۸/		شرف النساء مرحوم	عا/
۱۱۳	خواجہ کمال الدین صاحب	للعہ ۴/	۱۲۹۱	فتح محمد صاحب	للعہ/
۱۲۷۱	بابو غلام محمد صاحب	ے/	۸۹۶	ضیاء الدین صاحب	عا ۴/
۳۲	بابو عبد العزیز صاحب	للعہ/	۳۷۰	منشی کریم الدین صاحب	عا/
	جماعت گجرات۔	للعہ/	۵۸۰	مستری قطب الدین صاحب	عا/
۹۷۱	محمد رفیق صاحب	سے/	۱۱۰۹	حکیم ابو عبد الغنی صاحب -	عا/
۲۴۱	ولی محمد صاحب	عا/	۳۱/۱	میرزا سلطان احمد صاحب	عسہ/ ۲۰
۳۳	اختر علی صاحب -	للعہ/	۱۱۰۸	نعمت علی صاحب -	للعہ/
۱۰۴۰	حکیم غلام نبی صاحب -	عا/	۱۱۱۰	محمد بقاء اللہ صاحب -	عا/
۸۸	میر حامد شاہ صاحب	ے/	۱۰۶۵	شیخ علیم اللہ صاحب -	عا/
۳۹۴	محمد یٰسین صاحب -	عا/	۱۰۶۶	شیخ محمد حمید اللہ خان صاحب	عا/
۱۴۱	ڈاکٹر محمد حسین صاحب	صہ/	۱۱۰۴	شیخ غلام احمد صاحب	صہ/
			۴۷۶	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	عا/
۹۱۴	خیر الدین صاحب	۴/	۴۸۳	مولوی علی محمد صاحب	عا/
۱۲۱۴	میاں خیر الدین صاحب	عہ/			

شیخ شرف الدین ..... للعہ - بابو جعفر خان - لنڈلہ .... عا - جمال الدین ۶/

حبوب جواہر - مشک عنبر - مونگا موتی - یاقوت - اور بیش قیمت جواہرات سے خالص تیار ہوتی ہین انسان کی زندگی تندرستی اور طاقت کیلئے انسے بہتر کوئی دوا نہین امراض قلب و اعضا گردہ و مثانہ و فساد خون کے رفع کرنے مین بے مثل ہین معدہ کو درست اور خون کو زہریلے مواد سے صاف اور تمام جسم اعصاب کو قوی اور مضبوط کرتی ہین وبائی اور زہریلی بیماریونکو روکدیتی ہین طبیعت مین تفریح اور خاطر خواہ نشاط پہنچاتی ہین عقل ہوش حواس حافظہ کو بڑہاتی ہین

مرہم عیسیٰ - عجیب و غریب اگر دنیا مین سب سے پرتاثیر تیر بہدف ہر قسم کے زخمون جراحتون پھوڑون گلٹیون خنازیر - سرطان - طاعون اور ہر ایک قسم کے خبیث زہریلے پھوڑون پھنسیون - ناصورون - بواسیر - گنج - خارش اور طرح طرح کی جلدی بیماریون ہاتھونکی سردی سے پھٹ جانے جانورونکے کاٹ لینے - جلجانے - عورتون کے خطرناک سرطان رحم وغیرہ کے لئے صدہا سال کا مجرب ہر طبقہ کے حکما کا متفقہ و مجربہ بابرکت علاج چاہتی ہین تو یہ بابرکت مرہم صرف اس کارخانہ سے منگوایئے جو اسکو خالص اجزا سے تیار کرنیکا ذمہ وار ہے طبی جہان اسکے کامیاب تاثیرات کا ممنون ہے - قیمت فی ڈبیہ ۱۲ ار عہ ر

پاکٹ کیس ادویات - اکثر جانین طبیب اور علاج کے بروقت نہ پہنچنے سخت تکلیف برداشت کرتی اور بعض وقت بحسرت ہلاک ہو جاتی ہین - اور اس دردناک حالت کو دیکھکر ہمنے یہ پاکٹ کیس تیار کیا ہے اور اس مین مختلف پچاس ساٹھ بیماریونکی جنکی اکثر شکایت رہتی ہے وہ زود اثر صحیح مجرب ادویہ رکھی ہین جنسے بڑھکر ڈاکٹری اور یونانی طب ثابت نہین کر سکی اور یہ کیس ایسا بنایا گیا ہے کہ جیب مین رہ سکے ایک ترکیب اسکے ہمراہ ہے اور ہر طرح سے ایسی آسانی کیگئی ہے کہ شُد بُد جاننے والا انسان بھی سفر حضر مین اسکو سمجھکر پورے طبیب کا کام دیسکتا ہے اور ادویہ کے استعمال بروقت مریض کو خطرات متعلقہ سے بچا سکتا ہے اسلئے اس پاکٹ کیس کا ہر ایک انسان کے پاس ہر حالت مین ہونا ضروری ہے - قیمت صہ ر عہ ر ۵ ر

عمدۃ التقویم ۱۹۰۲ء معہ فہرست ادویات مفت	**کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین برادر لاہور سے طلب کرو**	آئینہ صحت نامور ٹریکٹ ادویات کارخانہ مرہم عیسیٰ

جواب رسالہ ترک اسلام مصنفہ مولوی نور الدین صاحب بڑی خوبی سے چھپ کر تیار ہے درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب کے نام آنی چاہئیں

Digitized by Khilafat Library

اعلان

ہمارے بعض احباب نے اپنی گرہ سے قیمت رسالہ دے کر ہمین اس کے کسی جگہ بھیجنے کا اختیار دیا ہے سو بذریعہ اعلان ہذا ہم پبلک کو اطلاع دیتے ہین کہ طالبان حق جو مذہب اسلام کی اصل حقیقت سے آگاہ ہونا چاہتے ہین اگر اس رسالے کے لئے ہمارے پاس جلدی درخواست بھیجین تو ہم مفت ان کے نام رسالہ جاری کر دین گے - کالجون کے مسلمان طالب علمون کے لئے بھی ہم یہ رعایت دینا چاہتے ہیں کہ انگریزی رسالہ انکو کم قیمت پر یا مفت حسب استطاعت دیا جاوے - درخواستیں بنام مینیجر آنی چاہئیں -

نیز اپنے احباب کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ ہمین اس کار خیر مین اور بھی مدد دین +

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور

مدرسہ تعلیم الاسلام خدا کے فضل سے کالج بن گیا ہے اسکے استحکام اور تقویت کیلئے سب بھائیونکو فراہمی چندہ مین خاص طور کوشش کرنی چاہئے اور اپنے عزیزون اور متعلقین کو تعلیم کیلئے اسجگہ بھیجنا چاہئے اسکے متعلق ہر ایک استفسار کا جواب مفتی محمد صادق صاحب دینگے +